جماعت احمدیہ کی طرف سے کینیڈا میں نئی تعمیر ہونے والی خدائے واحد و یگانہ کی عبادت گاہ

RIDEAU HALL
OTTAWA

THE GOVERNOR GENERAL
LE GOUVERNEUR GÉNÉRAL

As Governor General of Canada, I am pleased to extend my best wishes to all those gathered for the inauguration of the ue built for the .m Community in Canada. I would also like to take this opportunity to offer my warmest greetings to His Holiness Mirza Tahir Ahmad on this occasion.

As we approach the 21st century, we find ourselves living increasingly fast-paced and hectic lifestyles. In an era that demands so much of our time and energy, I am certain that this ue will provide members of the Ahmadiyya m Community with an oasis of tranquillity in which to reflect upon the blessings of their lives and in which to seek spiritual comfort in times of need. Through the years, many people have been guided by the tenets of your religion and I am certain that this que will enrich the lives of those who participate in the sacred events which it will hold. This inauguration is an opportunity for those in attendance not only to reflect on the long legacy of service to the community which has characterized the Ahmadiyya Movement in .am, but also to rededicate themselves to the moral and social values which inspired the construction of this beautiful Mos

In the years to come, there are many issues which the Ahmadiyya Movement must debate and address as it adapts to changing times and strives to meet the needs of its members. While these are not simple tasks, it is my hope that both the clergy and laity will draw strength and inspiration from the ongoing relevance of the teachings of the Is .. religion. As you strive to meet the challenges of tomorrow, may this play a significant role within your lives and may it long offer a spiritual haven for the faithful. I offer each of you my best wishes for happiness, health and fulfillment in all aspects of your lives.

Ramon John Hnatyshyn

ٹائیٹل صفحہ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳ پر کینیڈا کے عزت مآب گورنر جنرل اور جناب وزیراعظم کے "بیت الذکر" کے
افتتاح کے موقعہ پر پیغامِ تہنیت (اس کا اردو ترجمہ اندر کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

جون 1993ء

احسان 1372ھش

جلد 40 شمارہ 8 قیمت 4 روپے

ایڈیٹر سید مبشر احمد ایاز

پبلشر۔ مبارک احمد خالد

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد

دارالصدر جنوبی ربوہ

اس شمارے میں آپ کے لئے

اداریہ

وقت کم ہے بہت، ہیں کام چلو

وقت کا پہیہ مسلسل گردش میں ہے۔ ہر گزرنے والا لمحہ ہماری عمرِ عزیز میں کمی کر رہا ہے۔ اور ہر جانے والا دن، ہتھوڑے کی طرح ضرب لگاتا چلا جاتا ہے کہ حضرت انسان نے وقت کی قدر پہچانی یا اس متاعِ بے بہا کو رائیگاں جانے دیا۔

قارئینِ محترم! دنیا اکیسویں صدی میں داخل ہو رہی ہے۔ کمپیوٹر کا زمانہ آچکا ہے۔ قافلہ عالم برق رفتاری سے شاہراہ ترقیات پر رواں دواں ہے اور جو اس قافلے کے ساتھ قدم نہیں ملائے گا تنہا صحراؤں اور ویرانوں میں کھو جائے گا۔

پس اپنے خدام بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وقت کی قدر کرنا سیکھو کہ یہی دینِ متین کی تعلیم بھی ہے اور:-

آج کل اکثر طلباء امتحانات کے بعد نتائج کے انتظار میں ہوں گے۔ اس لئے فراغت کی یہ نعمت ایسی ہے کہ اکثر اس کی قدر نہیں کرتے۔ چنانچہ ہادی عالم حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"صحت اور فراغت دو ایسی نعماء ہیں کہ اکثر لوگ ان کی بے قدری کرتے ہیں"۔

ہمارے سالار، ہمارے امام ہمام ہمیں بارہا متوجہ کر چکے ہیں کہ یہ وقت کام کرنے کا ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرنے کا نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

وقت کم ہے بہت، ہیں کام چلو ملگجی ہو رہی ہے شام چلو

امتحانات کے بعد فراغت کے یہ دن آپ اس طرح بہتر گزار سکتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مجالس کے کاموں میں شریک ہوں۔ دعوت الی اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پاس ایک صاحب آئے کہ میرا فزکس کا پرچہ اچھا نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا مجلس کے کام انہماک سے کرو۔ چنانچہ جب نتیجہ نکلا تو فزکس کے پرچہ کے نمبر تمام مضامین سے زیادہ تھے۔

اگر آپ خدا کے دین کے لئے وقت دیں گے تو سب وفاداروں سے بڑھ کر وفاؤں کا قدر دان خدا ہرگز آپ کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔ "اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما"

علاوہ ازیں آپ ان رخصتوں میں اپنی اگلی پڑھائی شروع کر سکتے ہیں یا دہرائی کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ قرآن کریم کی یہ آیت ہمیشہ آپکی راہنما رہنی چاہیئے "فاذا فرغت فانصب" کہ جب ایک کام سے فراغت ہو تو کسی دوسرے کام میں لگ جانا چاہیئے۔ پس رخصتوں کا دینی تصور صرف کام کی نوعیت میں تبدیلی ہے۔ رخصت اور بے کار رہنے کا کوئی جوڑ نہیں اور نہ ہی یہ ایک احمدی کے شایان شان ہے۔

ان معروضات کا خلاصہ یہی ہے کہ اگر آپ زندگی کمانا چاہتے ہیں کچھ بن کر دکھانا چاہتے ہیں تو "آج اور ابھی" پر عمل کریں۔

(مرتبہ:۔ صفوان ملک صاحب)

جمال و حسنِ قرآن

"میں نے اس کے حُسن کو ہزاروں یوسفوں سے زیادہ دیکھا ہے"

شانِ قرآن اور اس کی خوبیوں کے تذکرے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے اپنے الفاظ میں

حضرت مسیح موعود... اپنی پر معارف تحریرات میں شان قرآن کریم کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"میں اپنے دل کو قرآن کریم اور اس کے دقائق معارف اور نکات کی طرف مائل پاتا تھا۔ اس نے مجھے محبت کی وجہ سے اپنا لٹو بنالیا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ مجھے مختلف اقسام کے معارف اور قسم قسم کے پھل دیتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوں گے اور نہ انہیں مجھ سے ہٹایا جائے گا۔ اور میں نے دیکھا ہے قرآن کریم ایمان کو مضبوط کرتا اور یقین میں زیادتی کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم وہ ایک لاثانی موتی ہے۔ اس کا ظاہر بھی نور ہے اور اس کا باطن بھی نور ہے اور اس کے ہر لفظ اور ہر کلمہ میں نور ہے۔ وہ ایک روحانی جنت ہے جس کے خوشے نہایت قریب ہیں اور اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہر ثمر سعادت اس میں پایا جاتا ہے اور جرات ایمان کے لئے ہر شعلہ اس سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس کے سوا محض خشک کانٹوں پر ہاتھ مارنا ہے۔ اس کے فیض کے گھاٹ نہایت خوشگوار ہیں۔ پس پینے والوں کو مبارک ہو۔ میرے اندر اس کے ایسے نور ڈالے گئے ہیں کہ انہیں کسی اور طریق سے حاصل کرنا میرے لئے مشکل تھا۔

اور اللہ تعالیٰ کی قسم اگر قرآن کریم نہ ہوتا تو میری زندگی کا کوئی مزہ نہ ہوتا۔ میں نے اس کے حسن کو ہزاروں یوسفوں سے زیادہ دیکھا ہے۔ پس میں اس کی طرف انتہائی طور پر مائل ہوگیا۔ اور وہ میرے دل میں گھر کر گیا۔ اس نے مجھے اس طرح پرورش کیا ہے جیسے رحم میں بچہ کی پرورش کی جاتی ہے۔ اس کا میرے دل پر ایک عجیب اثر ہے۔ اس کے حسن نے مجھے پھسلا لیا ہے اور میں نے کشف میں دیکھا ہے کہ خطیرۃ القدس قرآن کریم کے پانی کے ساتھ سیراب کیا جاتا ہے اور وہ یعنی قرآن کریم زندگی کے پانی کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جس نے اس سے پانی پیا وہ نہ صرف خود زندہ رہے گا بلکہ وہ اوروں کی زندگی کا بھی موجب ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم اس کا چہرہ ہر شے سے زیادہ خوبصورت ہے۔ وہ ایک ایسا چہرہ ہے جسے خوبصورتی کے سانچے میں ڈالا گیا ہے اور کمال حسن کا جبہ پہنایا گیا ہے۔ اور یقیناً میں اسے خوبصورت اور موزوں قد نوجوان کی طرح پاتا ہوں جس کے رخسار دراز اور ملائم

ہوں۔ اور اسے تناسب اعضا سے حصہ وافر عطاء ہوا ہے اور اس پر ہر ملاحت اور ہر نور مکمل طور پر پورا ہوا۔ وہ ایک پاکیزہ اور خوبصورت نوجوان کی طرح ہے جسے ہر اس پسندیدہ اعتدال اور چنیدہ ملاحت سے پورا پورا حصہ دیا گیا ہے۔ جس کی کسی محبوب کے لئے ضرورت ہے۔ جیسے آنکھوں کا سیاہ ہونا، کشادہ ابرو ہونا، رخساروں کا بھرا بھرا گیلا پن، کمر کا نازک ہونا، دانتوں کی آبداری، لبوں میں فاصلہ، ناک کی بلندی، چشم پوروں کی نزاکت، مزین زلف اور ہر وہ چیز جو دلوں کو موہ لے، آنکھوں کو سرور بخشے اور کسی حسین میں اچھی معلوم ہو۔

قرآن کریم کے علاوہ باقی تمام کتب ناقص روح کی طرح ہیں یا وہ اس لوتھڑا کی مانند ہیں جو نامکمل ہونے کی صورت میں گر گیا ہو۔ اگر آنکھ ہے تو ناک نہیں اور اگر ناک ہے تو آنکھ نہیں اور تو دیکھے گا کہ ان کے چہرے مکروہ اور بے رونق ہیں اور ان میں نمکینی پائی جاتی ہے۔ ان کی مثال اس عورت کی سی ہے جس کے چہرہ سے اس کی اوڑھنی اور برقع ہٹایا جائے تو وہ انتہائی بدصورت نظر آئے۔ اس کی آنکھیں گلی ہوئی ہوں۔ اس کے رخسار داغدار ہوں۔ اس کے سر کے بال اڑے ہوئے ہوں۔ اس کے دانتوں پر میل جمی ہوئی ہو۔ اس کے گلاب کے پھول سا چہرہ مرجھایا ہوا ہو۔ اس کے منہ کی نفیس ہوا دھوئیں میں بدل گئی ہو۔ اس کے چودھویں رات کے چاند کی روشنی میں کمی آگئی ہو اور وہ پھٹ گیا ہو۔ اس کی شعاع دھوئیں میں بدل گئی ہو۔ اس کے سر کے بال بالکل سفید ہو گئے ہوں اور وہ ایک گلے سڑے اور بدبودار مردار کی طرح ہو جس کے سونگھنے سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو۔ اور وہ آنکھوں کے سرور کو ختم کر دیتا ہو۔ اور اس کے گھر والے اپنی رسوائی کی وجہ سے آنسو بہاتے ہوں۔ اور پاک وصاف لوگ اس بات کی تمنا کرتے ہوں کہ اسے مٹی میں دبادیں یا اسے اپنے سے دور کر کے اسفل السافلین میں پھینک دیں۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اس نے مجھے قرآن کریم کے انوار سے وافر حصہ دیا ہے اور اس کے موتیوں سے میرے فقر کو دور کر دیا ہے۔ اس نے مجھے اس کے پھلوں سے سیر کر دیا ہے۔ مجھے ظاہری اور باطنی نعماء سے نوازا ہے اور اپنی طرف جذب کرلیا ہے۔ میں جوان تھا اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری یہ حالت رہی ہے جب بھی میں نے کسی دروازہ کو کھولنا چاہا وہ میں نے کھول لیا اور جب مجھے کسی نعمت کی ضرورت محسوس ہوئی وہ مجھے عطاء کی گئی اور جب بھی میں نے کسی امر پر سے پردہ ہٹانا چاہا تو وہ میں نے ہٹالیا۔ اور جب بھی میں نے تضرع سے دعا کی وہ قبول ہوئی۔ اور یہ سب کچھ میری اس محبت کی وجہ سے ہے جو مجھے قرآن کریم اور اپنے آقا اور امام سید المرسلین صلعم سے ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ545 تا 547)

"قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس میں ہر قسم کی مٹھاس اور حسن جمع ہے۔ دنیا میں کوئی کتاب بین الدفتین ایسی نہیں پائی جاتی جو ہمارے دو جہان کے خدا کی کتاب کے مثل ہو۔

پس جیسا کہ کمال ہر جہت سے خدا کے ساتھ مخصوص

ہے۔ اسی طرح حسن اور خوبصورتی تمام اطراف سے اس روشن اور نورانی کتاب کے ساتھ مخصوص ہے اور جو اس کتاب کے سوا ہے وہ عیب اور نقصان سے خالی نہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 122 تا 123)

"قرآن کریم خوبصورت چہروں کی مانند ہے۔ اس کے اگلے دانت آبدار اور چمکیلے ہیں۔ اس کے رخسار سرخ اور بھڑکیلے ہیں۔ اس کی انگلیوں کے پورے نزاکت کی وجہ سے چمک رہے ہیں۔ اس کی کمر پتلی اور نازک ہے۔ اس کے ابرو کشادہ ہیں۔ اس کے ہونٹ وسعت اور باہمی فاصلہ کی وجہ سے پر رونق ہیں۔ اس کی آنکھیں بیماری کی وجہ سے نشیلی ہیں۔ اس کی ناک بلندی کی وجہ سے اوپر ابھری ہوئی ہے اور اس کی پیشانی پر سیاہ زلفیں لٹک رہی ہیں۔ اور اس کی آنکھوں میں مستقل طور پر سیاہی پائی جاتی ہے۔ یہ دس خوبیاں ہیں جن کا حسن بلاشبہ قرآن کریم میں پایا جاتا ہے"۔ (لجۃ النور صفحہ 123)

"قرآن شریف کی اجلیٰ اور اصفیٰ شانٔ کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا ورنہ قرآن شریف کی خوبیاں اور اس کے کمالات اس کا حسن اپنے اندر ایک ایسی کشش اور جذب رکھتا ہے بے اختیار ہو ہو کر دل اس کی طرف چلے جائیں"۔ (الحکم 31 مارچ 1901ء)

"قرآن شریف کی خوبیوں اور کمالات کو اگر نہایت ہی خوبصورت اور مؤثر الفاظ میں بیان کیا جاوے تو روح پورے جوش کے ساتھ اس کی طرف دوڑتی ہے"۔ (ملفوظات احمدیہ صفحہ 406)

قرآن کریم "مختص القوم" نہیں

1۔ "قرآن شریف سے پہلے جس قدر تعلیمیں آئیں درحقیقت وہ ایک قانون مختص القوم یا مختص الزمان کی طرح تھیں اور عام افادہ کی قوت ان میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ لیکن قرآن کریم تمام قوموں اور تمام زمانوں کی تعلیم اور تکمیل کے لئے آیا ہے"۔ (جنگ مقدس مباحثہ 25 مئی 1893ء صفحہ 6)

2۔ "آنحضرت صلعم کی ہمت و استعداد اور عزم کا دائرہ چونکہ بہت ہی وسیع تھا اس لئے آپ کو جو کلام ملا وہ بھی اسی پایہ اور رتبہ کا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس ہمت اور حوصلہ کا کبھی پیدا نہیں ہوگا کیونکہ آپ کی دعوت کسی محدود وقت یا قوم کے لئے نہ تھی جیسے آپ سے پہلے نبیوں کی ہوتی تھی"۔ (الحکم 31 مئی 1903ء)

3۔ "قرآن شریف کے مدنظر کوئی خاص قوم نہیں بلکہ تمام قومیں ہیں"۔ (الحکم 10 جون 1904ء)

4۔ "قرآن مجید مختص القوم والزمان نہیں"۔ (البلاغ المبین صفحہ 11)

5۔ "قرآن مجید سے پہلے سب کتابیں مختص القوم کہلاتی تھیں۔ یعنی صرف ایک قوم کے لئے ہی آئی تھیں۔ چنانچہ شامی، فارسی، ہندی، چینی، مصری، رومی یہ سب قومیں تھیں جن کے لئے جو کتابیں یا رسول آئے وہ صرف اپنی قوم تک محدود تھے۔ دوسری قوم سے ان کو کچھ تعلق اور واسطہ نہ تھا۔ مگر سب کے بعد قرآن شریف آیا جو

ایک عالمگیر کتاب ہے اور کسی خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام قوموں کے لئے ہے۔(چشمہ معرفت صفحہ68)

6۔ "قرآن مجید مختص الزمان نہیں، مختص القوم نہیں اور نہ ہی مختص المکان ہے بلکہ اس کامل اور مکمل کتاب کے لانے والے کا دعویٰ ہے کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ اور ایک دوسری آیت میں یوں بھی آیا ہے لانذرکم بہ ومن بلغ یعنی لازمی ہوگا کہ جس کو قرآنی تعلیم پہنچے وہ خواہ کہیں بھی ہو اور کوئی بھی ہو اس تعلیم کی پیروی کو اپنی گردن پر اٹھائے"۔(الحکم 14 جولائی 1908ء)

سورۃ فاتحہ کے متعلق حضرت مسیح موعود.... کا کشف

حضور فرماتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ اس عاجز نے اپنی نظر کشفی میں سورۃ فاتحہ کو دیکھا کہ ایک ورق پر لکھی ہوئی اس عاجز کے ہاتھ میں ہے اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل میں ہے کہ گویا وہ کاغذ جس پر سورۃ فاتحہ لکھی ہوئی ہے سرخ سرخ اور ملائم گلاب کے پھولوں سے اس قدر لدا ہوا ہے جس کا کچھ انتہا نہیں۔ اور جب یہ عاجز اس سورۃ کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اس میں سے بہت سے گلاب کے پھول ایک خوش آواز کے ساتھ پرواز کرکے اوپر کی طرف اڑتے ہیں اور وہ پھول نہایت لطیف اور بڑے بڑے اور سندر اور تروتازہ اور خوشبودار ہیں۔ جن کے اوپر چڑھنے کے وقت دل و دماغ نہایت معطر ہو جاتا ہے اور ایک ایسا عالم ہستی کا پیدا کرتے ہیں کہ جو اپنی بے مثل لذتوں کی کشش سے دنیا و مافیہا سے نہائت درجہ کی نفرت دلاتے ہیں۔ اس مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ گلاب کے پھول کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک روحانی مناسبت ہے"۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ نمبر11 صفحہ332)

شانِ قرآن

"ہمارے نبیؐ پر نازل ہوا اور اس کے پاک منہ سے نکلا ہے۔ کیا اس میں تم کو شک ہے۔ پس کس حدیث پر قرآن کے بعد ایمان لاتے ہو۔ کیا اس کتاب کو چھوڑ کر گمان کو اختیار کرتے ہو۔ جس کی شان میں خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔ **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون** اور کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو ایک راہ پر پایا ہے اور ہم ان کے نقش قدم پر چلیں گے۔ قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے۔ اور وہ حکم یعنی فیصلہ کرنے والا اور مہیمن ہے یعنی تمام ہدائتوں کا مجموعہ ہے۔ اس نے تمام دلیلیں جمع کر دیں اور دشمنوں کی جمیعت کو تتر بتر کر دیا۔ اور وہ ایسی کتاب ہے اس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے۔ اور اس میں آئندہ اور گزشتہ کی خبریں پائی جاتی ہیں اور باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ہے۔ نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا نور ہے۔ ہر ایک ایسے قصہ کو چھوڑ دو جو قرآن کا مخالف ہے اور پروردگار کے فرمودہ کی نافرمانی مت کرو تاکہ شقاوت میں نہ جا پڑو"۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ59)

تلاوتِ قرآن کریم کے طریق

1۔ "قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ

ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآن کو مدنظر نہ رکھا جاوے اور اس پر پورا غور نہ کیا جاوے قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے"۔ (الحکم 31 مارچ 1901ء)

2۔ "اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے ھدیً للمتقین۔ قرآن بھی انہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتدا میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں بلکہ نور قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدق نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں"۔ (الحکم 31 اگست 1901ء)

3۔ "قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو"۔ (الحکم 24 جون 1902ء)

4۔ "جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کرکے فائدہ پہنچائے"۔ (الحکم 17 جولائی 1903ء)

5۔ "خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے"۔ (الحکم 24 مارچ 1903ء)

6۔ "انسان کو چاہیئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مددوحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل ہوتی ہے اور ایسی مخالفت احادیث میں موجود ہے وہ محدثات میں داخل ہوگی۔ رسم اور بدعادت سے پرہیز بہتر ہے۔ اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگاوے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے۔ پھر آگے چل کر اور قسم کا پھول چنتا ہے۔ پس چاہیئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا کے سوا اور کسی کی طاقت ہے کہ کہے کہ فلاں راہ سے اگر سورۃ یاسین پڑھوگے تو برکت ہوگی ورنہ نہیں"۔ (الحکم 31 جنوری 1904ء)

7۔ "قرآن شریف تدبر و فکر اور غور سے پڑھنا

چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رب قارئ یلعنہ القرآن۔ یعنی بہت ایسے قرآن کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جائے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر اور غور سے پڑھنا چاہیئے اور پھر اس پر عمل کیا جاوے"۔ (الحکم 24 مارچ 1907ء)

8۔ "قرآن تمہارا محتاج نہیں۔ پر تم محتاج ہو کر قرآن کو پڑھو۔ سمجھو اور سیکھو۔ جب کہ دنیا کے معمولی کاموں کے واسطے تم استاد پکڑتے ہو تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی ضرورت کیوں نہیں؟ کیا بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی قرآن شریف پڑھنے لگے گا۔ بہر حال معلم کی ضرورت ہے جب مسجد کا معلم ہمارا معلم ہو سکتا ہے تو کیا وہ نہیں ہو سکتا جس پر خود قرآن شریف نازل ہوا"۔ (الحکم 10 اگست 1907ء)

سورۃ اخلاص کی فضیلت

"خدا تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں یہ چھوٹی سی سورت (سورۃ اخلاص) نازل کی ہے یہ ایسی ہے کہ اگر توریت کے سارے دفتر کی بجائے اس میں اسی قدر ہوتا تو یہ تباہ نہ ہوتے اور انجیل کے اتنے بڑے مجموعہ کو چھوڑ کر اگر یہی تعلیم ان کو دی جاتی تو آج دنیا میں ایک بڑا حصہ ایک مردہ پرست قوم نہ بن جاتا"۔ (الحکم 24 مئی 1902ء)

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
(درثمین)

تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے

1۔ "جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ باقی سب اسی کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو"۔

2۔ "تمہاری فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔

یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔

انجیل کے لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور ضعیف جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے۔ اس لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا۔ مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لے کر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سماء کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔ قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ:-

اھدنا الصراط المستقیمَ صراط الذین انعمت علیھم

یعنی ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے۔ پس اپنی ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو۔ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں"۔ (کشتی نوح صفحہ 24-25)

حضرت مسیح موعود...... فرماتے ہیں:-

1۔ "میں سچ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی خیر اسی میں ہے کہ وہ قرآن شریف پر ایمان لاویں اور وہ یہی ہے کہ مسیح کی وفات پر ایمان لاویں"۔

2۔ "یاد رکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے ہیں"۔

سچا خدا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔

"دنیا میں ایک قرآن ہی ہے جس نے خدا کی ذات اور صفات کو خدا کے اس قانون قدرت کے مطابق ظاہر فرمایا ہے جو خدا کے فعل سے دنیا میں پایا جاتا ہے اور جو انسانی فطرت اور انسانی ضمیر میں منقوش ہے۔ عیسائی صاحبوں کا خدا صرف انجیل کے ورقوں میں محبوس ہے اور جس تک انجیل نہیں پہنچی۔ وہ اس خدا سے بے خبر ہے لیکن جس خدا کو قرآن پیش کرتا ہے اس سے کوئی ذوی العقول میں سے بے خبر نہیں۔ اس لئے سچے خدا کو قرآن پیش کرتا ہے جس کی شہادت انسانی فطرت اور قانون دے رہا ہے"۔ (چشمہ مسیحی صفحہ 18 حاشیہ)

"خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ قرآن شریف نے ایسا پیش نہیں کیا جو ایسی ناقص صفات والا ہو کہ نہ وہ روحوں کا مالک ہے نہ ذرات کا مالک ہے، نہ ان کو نجات دے سکتا ہے نہ کسی کی توبہ قبول کر سکتا ہے۔ بلکہ ہم قرآن شریف کی رو سے اس خدا کے بندے ہیں جو ہمارا خالق ہے، ہمارا مالک ہے، ہمارا رازق ہے، رحمان ہے رحیم ہے، مالک

بقیہ ص 15 پر

اُنکی آمد پہ ہمیں جشن منانے ہوں گے

"ان کی آمد" کے سے کتنے سہانے ہوں گے
بالیقین عید سے پرکیف زمانے ہوں گے

ہم تو جامے میں بھی پھولے نہ سماتے ہوں گے
ہر طرف ان کی محبّت کے ترانے ہوں گے

چشم پُرنم ہے جگر سوختہ دل مضطر ہے
بارِ غم کتنے جدائی میں اٹھانے ہوں گے

شکر کے سجدے ادا ہوں گے خدا کے دَر پر
اُن کی "آمد" پہ ہمیں "جشن" منانے ہوں گے

روزِ اوّل سے ہی پیمانِ وفا ہے ان سے
جان دے کر بھی ہمیں "عہد" نبھانے ہوں گے

حیف صد حیف یہ مجبور نہ در تک پہنچا
امتحاں اور ابھی راہ میں آنے ہوں گے

اپنے عشاق کو ازراہِ تلطّف جاناں
منزلِ عشق کے "اسرار" بتانے ہوں گے

تذکرہ جب بھی شہیدانِ وفا کا ہوگا
پھر ہرے زخم مرے دل کے پرانے ہوں گے

راہِ مولا کے اسیروں کو دعا میں اپنی
یاد رکھنا ہے کبھی بھول نہ جانے ہوں گے

راہ میں میری عدُو لاکھ بکھیرے کانٹے
اس کے بدلے میں مگر پھول بچھانے ہوں گے

حق شناسی سے جو محروم ہیں دل کے مردے
حق کے اعجاز سے وہ شاد جِلانے ہوں گے

(محمد ابراہیم شاد صاحب)

(دوسری و آخری قسط)

اطاعت ۔ اُسکی برکات اور اہمیت

(مکرم ظہیر احمد خان صاحب)

(یہ درس حدیث امسال رمضان المبارک کے مبارک مہینہ میں "البیت المبارک" میں دیا گیا)

امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون. کل امن باللّٰه و ملئکته و کتبه و رسله. لانفرق بین احد من رسله. وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیرO(البقرہ:-۲۸۶)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی اس رسول پر اس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس پر وہ خود بھی ایمان رکھتا ہے اور دوسرے مومن بھی ایمان رکھتے ہیں۔ یہ سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں میں سے ایک دوسرے کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کا حکم سن لیا اور ہم اس کے دل سے فرمانبردار ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔

اس آیت قرآنی کا ایک شان نزول جو صحابہ کرامؓ کی بے مثال اطاعت کی عکاسی کرتا ہے احادیث میں یوں بیان ہوا ہے:-

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جو کچھ بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کرو یا اسے چھپائے رکھو اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر ایک چیز پر بڑا قادر ہے۔ تو صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت بڑی سخت محسوس ہوئی۔ چنانچہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ ہمیں ایسے اعمال بجالانے کا مکلف بنایا گیا ہے جن کی ہم طاقت رکھتے ہیں مثلاً نماز، روزے، جہاد اور زکوٰۃ۔ اور اب آپؐ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے جو ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تم بھی ویسے ہی کہو جیسے تم سے پہلے دو اہل کتاب جماعتوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی۔ ایسا نہ کرو بلکہ تم کہو کہ ہم نے سنا اور ہم دل سے اس کے مطیع ہو گئے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہم نے لوٹنا ہے۔ چنانچہ صحابہ نے اس فقرہ کو اس کثرت سے دہرایا کہ ان کی

زبانیں اس سے لبریز ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے مطابق قرآن کریم میں یہ نازل فرمادی"۔

اس حدیث میں صحابہؓ کی اطاعت کے اس پہلو کی جھلک نظر آتی ہے جس کا تعلق قول سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کہو سمعنا و اطعنا تو انہوں نے اس کثرت سے کہا کہ خدا تعالیٰ کو ان کی یہ ادا پسند آئی اور اس نے ان کی اس اطاعت کی برکت انہیں اس طرح عطا فرمائی کہ اس قول کو قرآن کریم میں ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمادیا۔

عملی اعتبار سے صحابہؓ کی اطاعت کا نظارہ کرنے کے لئے آئیے اب ذرا صحابہ کرامؓ کی زندگی میں جھانک کر دیکھتے ہیں۔ اطاعت کا یہ پہلو بسا اوقات انسان سے ایسی قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حیلوں اور بہانوں سے اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر صحابہ رسولؐ کو خدا تعالیٰ نے نبوت کے نور کی وجہ سے ایسا روشن خیال بنا دیا تھا کہ وہ الطاعت کا صحیح مفہوم جان گئے تھے اور کسی امر میں حیلوں بہانوں سے اطاعت کرنے سے بچنے کی بجائے حیلوں اور بہانوں سے اطاعت کرنے کی راہیں تلاش فرماتے۔ رسولؐ کے احکام کی حکمت اور اس کی غرض معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کی آواز کو ہی کافی سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپ ایک مرتبہ مسجد کی طرف آرہے تھے کہ آپ کے کانوں میں آنحضورؐ کی آواز پڑی کہ بیٹھ جاؤ۔ آپ وہیں بیٹھ گئے اور گھسٹ گھسٹ کر مسجد کی طرف آنے لگے۔ ایک دیکھنے والے نے آپ سے کہا کہ آنحضورؐ نے تو مسجد میں کھڑے لوگوں کو کہا تھا کہ بیٹھ جاؤ۔ آپ کو تو نہیں کہا تھا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر وہاں پہنچتے پہنچتے میری جان نکل جائے تو میں خدا تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا کہ خدا کے رسولؐ کی طرف سے ایک آواز میرے کانوں میں پڑی اور میں نے اس پر عمل نہیں کیا۔

یہ واقعہ سمعنا و اطعنا کی کیسی عمدہ عملی تفسیر اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

حرمت شراب کے وقت صحابہ کرام نے جس بے نظیر اطاعت کا مظاہرہ فرمایا اس سے انسان کی عقل ورطہ حیرت میں پڑجاتی ہے کہ ایسے ملک میں جو شراب نوشی میں ساری دنیا سے بڑھا ہوا تھا اور جس میں شراب سے بھرے ہوئے مشکوں کے درمیان شراب پیتے پیتے آنے والی موت بہترین موت سمجھی جاتی تھی اور جس علاقہ کو شراب کشید کرنے کا موجد اور شراب کی بہترین منڈی گردانا جاتا تھا، ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ گلی سے ایک شخص کی آواز آنے پر کہ "شراب حرام کی گئی ہے" شراب کے نشہ میں مست لوگ پہلے شراب کے مٹکے توڑیں اور پھر آواز کی صداقت کی تصدیق کریں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حقیقت یہی ہے۔ جس کا اظہار حضرت انسؓ کی روایت سے ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن ابوطلحہؓ کے مکان پر مجلس شراب لگی ہوئی تھی اور میں شراب پی رہا تھا۔ دور پر دور چل رہا تھا۔ نشہ کی وجہ سے لوگوں کے سر جھکنے لگے تھے کہ اتنے میں گلی میں کسی نے آواز دی کہ شراب حرام کی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا پتہ تو کرو کہ یہ بات درست

ہے؟ مگر دوسرے لوگوں نے کہا نہیں پہلے شراب کے برتن توڑ دو پھر تصدیق کرنا۔ اگر بات غلط ہوئی تو شراب اور آجائے گی لیکن اگر بات درست ہوئی تو کہیں ہم حکم رسولؐ کے نافرمان نہ قرار پائیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا اور سونٹا مار کر شراب کے مٹکے توڑ دیئے۔

دین کے امور میں تو اطاعت واجب تھی ہی مگر رسول اللہؐ کو عجیب شان کے صحابہ عطا ہوئے تھے کہ دنیوی معاملات میں بھی وہ آپؐ کے قدم اٹھانے کے ساتھ قدم اٹھاتے تھے۔ کاشتکار کو اپنی فصل سے جس پر اس کے سال بھر کے اخراجات کا دارومدار ہوتا ہے بے پناہ محبت ہوتی ہے۔ وہ اس کی صحت اور زیادہ پھل لینے کے لئے ہزاروں جتن کرتا ہے اور نقصان رساں چیزوں سے اسے بچانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے مگر صحابہ رسولؐ جو آپؐ کی اطاعت میں سرشار تھے آنحضورؐ کے ایک قول کی بناء پر اس صدیوں سے آزمودہ اور فائدہ مند طریق کو چھوڑ دیتے ہیں اور ظاہری و دنیوی نقصان برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

حضرت موسیٰ بن طلحہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضورؐ کی معیت میں کچھ صحابہ کے پاس سے گزرا جو مادہ کھجوروں کی زرپاشی کر رہے تھے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی یہ نر کھجوروں کے دانے کو مادہ کھجوروں پر ڈال رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میرے خیال میں تو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپؐ کی بات جب ان کسان صحابہ تک پہنچی تو انہوں نے فوراً بے چون و چرا بغیر کوئی وضاحت کئے ایسا کرنا ترک کر دیا۔

جب اس کا علم آنحضورؐ کو ہوا تو آپؐ نے انہیں فرمایا کہ اگر یہ کام تمہارے لئے فائدہ مند ہے تو اسے کرو۔ میں نے تو اپنے خیال سے ایک بات کہی تھی۔ تم اپنے دنیوی معاملات کو بہتر جانتے ہو۔

ابتلاؤں میں انسان کا ثابت قدم رہنا سب سے مشکل امر ہے۔ وہی لوگ ایسے آڑے وقت میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں جن کا خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہوتا ہے۔ صحابہ رسولؐ نے ابتلاؤں کے میدانوں اور دکھوں کے جنگل میں ایسا نمونہ چھوڑا ہے جو ہمیشہ کے لئے تمام بنی نوع انسان کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتا رہے گا۔

حضرت کعب بن مالکؓ کو جنگ تبوک میں باوجود استطاعت ہونے کے شمولیت نہ کرنے کی بناء پر جب خدا تعالیٰ کے حکم سے مقاطعہ کی سزا دی گئی تو اس شدید ابتلاء میں آپ نے اطاعت کی بے نظیر مثال قائم فرمائی۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ اس مقاطعہ کی سزا کے دوران ایک دن میں بازار سے گزر رہا تھا کہ شام کا ایک زمیندار جو مدینہ میں غلّہ فروخت کرنے آیا کرتا تھا میرے پاس آیا اور اس نے مجھے ایک خط دیا جو غسّان کے بادشاہ کی طرف سے تھا۔ یہ خط ریشم کے ایک ٹکڑے پر لکھا ہوا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تیرے آقا نے تجھ پر بہت سختی کی ہے۔ خدا تجھے ذلیل و رسوا نہیں کرے گا۔ تو ہمارے پاس آجا ہم ہر طرح سے تیری دلداری کریں گے۔ کعبؓ کہتے ہیں میں نے یہ خط پڑھا تو کہا یہ ایک ابتلاء ہے اور خط کو جلتے ہوئے تنور میں پھینک دیا۔

ابتلاء اور مشکل وقت میں انسان سہارے تلاش کرتا اور تنکے کے سہارے کو بھی کافی خیال کرتا ہے۔ مگر حضرت کعبؓ کے ایمان کی سچائی کو دیکھیں کہ ایسے جان لیوا ابتلاء میں جسکی شدت کا قرآن کریم ان الفاظ سے ذکر کرتا ہے:۔

ضاقت علیھم الارض بما رحبت و ضاقت علیھم انفسھم (التوبہ:-۱۱۸)

خدا اور رسولؐ کے حکم کی اطاعت میں ایک بادشاہ کے سہارے کو بھی پاؤں کی ٹھوکر سے رد کردیتے ہیں اور اس کے ایلچی کے سامنے اس کے خط کو جلتے ہوئے تنور میں جھونک دیتے ہیں۔

اس پر بھی بس نہیں بلکہ آنحضورؐ کا جب آپکو حکم ملتا ہے کہ بیوی سے علیحدہ ہوجاؤ تو فوراً اس سہارے کو بھی نہ صرف ترک کردیتے ہیں بلکہ وضاحت چاہتے ہیں کہ اگر حضورؐ کی منشاء طلاق دینے کی ہے تو طلاق دینے کو بھی تیار ہوں۔

حضرت کعبؓ کے ابتلاء کے دوران جہاں حضرت کعبؓ کی اطاعت اور پختگی ایمان کے نظارے نظر آتے ہیں وہاں دوسرے صحابہ جو آپ کے قریبی رشتہ دار تھے ان کی اطاعت کا بھی بہترین نمونہ ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو قتادہؓ کا واقعہ اس کا مظہر ہے کہ جب حضرت کعبؓ نے بار بار خدا اور اس کے رسول کا واسطہ دے کر ان سے ہمکلام ہونے کی کوشش کی اور ایک بات دریافت کی تو اطاعت کے اس پتلے نے سوائے اس کے انہیں کوئی جواب نہ دیا کہ خدا اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

حضرت کعبؓ کے واقعہ کا ایک ایک جز صحابہ کرام کے ایمان، تسلیم اور اطاعت کا زبردست آئینہ دار ہے۔ زندگی انسان کیلئے عزیز ترین متاع متصور ہوتی ہے۔ مگر صحابہ رسولؐ کو خدا تعالیٰ نے اطاعت کی ایسی چاٹ لگائی کہ انہوں نے اسکے مقابل پر اپنی جانوں کو بھی ارزاں جانا۔

چنانچہ جنگ بدر کے موقعہ پر جب رسولِ خداؐ نے لوگوں کو جنگ کے لئے بلایا تو حضرت مقداد بن اسودؓ نے صحابہ کی ترجمانی ان الفاظ میں کی۔ "یا رسول اللہؐ! اگر جنگ ہوئی تو ہم موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ:۔

فاذھب انت و ربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون

بلکہ خدا کی قسم ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور یا رسول اللہؐ دشمن جو آپ کو نقصان پہنچانے کے لئے آیا ہے وہ آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں پر سے گزرتا ہوا نہ جائے۔ یا رسول اللہؐ جنگ تو ایک معمولی بات ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سمندر ہے آپ ہمیں حکم دیں کہ سمندر میں کود جاؤ ہم بلا دریغ سمندر میں کود جائیں گے۔

صحابہ کرامؓ نے صرف ایسا کہا نہیں بلکہ جب جنگیں ہوئیں تو ایسا کر کے دکھایا۔ چنانچہ جنگ احد کا میدان اس بات کا گواہ ہے۔ ایسا دعویٰ کرنے والے لوگ آپؐ کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اپنے جسموں کے ستر ستر ٹکڑے کروا لئے مگر آنحضورؐ تک کسی دشمن کو نہ پہنچنے دیا۔ جنگ حنین میں آنحضورؐ کے اس اعلان پر کہ اے وہ لوگو جنہوں نے حدیبیہ

کے دن درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور اے وہ لوگو جو سورۃ بقرہ کے زمانہ سے مسلمان ہو خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔ صحابہؓ نے اپنی بے قابو سواریوں کی گردنیں کاٹ دیں اور بھاگتے ہوئے حضورؐ کے قدموں میں جمع ہو گئے۔

جنگوں میں صحابہ کرامؓ کی اطاعت کا نقشہ سیدنا حضرت مسیح موعود.... نے اپنے عربی اشعار میں یوں کھینچا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

قاموا باقدام الرسول بغزوھم
کالعاشق المشغوف فی المیدان

فدم الرجال لصدقھم فی حبھم
تحت السیوف اریق کالقربان

کہ صحابہ رسولؐ آپؐ کے حکم "آگے بڑھو" پر ایک عاشق صادق کی طرح میدان جنگ میں دشمن پر پل پڑے۔ چنانچہ ان لوگوں کے خون ان کے خلوص محبت کے باعث تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح بہائے گئے۔

صحابہؓ کی زندگی کے ہر میدان میں بے مثل اطاعت کا نظارہ کر کے شاید ذہن میں یہ خیال آئے کہ یہ ایک سہل امر ہے کوئی بھی کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود..... نے اس خیال کو ردّ فرمایا اور صحابہ کرامؓ کی اطاعت کی تعریف درج ذیل الفاظ مبارکہ میں فرمائی:۔

"اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں۔ یہ بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 74 پرانا ایڈیشن)

اسقدر کٹھن اور مشکل کام کے بدلہ میں خدا اور خدا کے رسولؐ نے برکت کے طور پر ان لوگوں کو جس انعام سے نوازا وہ بھی دائمی تھا۔ رسول خداؐ نے ان لوگوں کو جنہوں نے ہر مرحلہ پر مطیع حق ہونے کا ثبوت دیا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم، اھتدیتم کے خطاب سے رہتی دنیا تک آنے والے لوگوں کیلئے مطاع حق بنا دیا اور اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنھم ورضوعنہ کا عظیم الشان لقب عطا فرما کر دنیا و آخرت میں اپنی رضا سے انکی جھولیوں کو بھر دیا۔

صحابہؓ کی یہ قربانیاں اور اطاعت کے یہ مظاہرے دراصل ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور قوت قدسیہ کی بدولت تھے۔ آپؐ نے قدم اٹھایا تو صحابہؓ کے قدم اٹھے۔ آپؐ آگے بڑھے تو صحابہؓ کو آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ اس لئے درس کا اختتام اس دعا پر کرتا ہوں:۔

یا رب صل علےٰ نبیک دائما
فی ھذہ الدنیا و بعث ثان

آمین

بقیہ از ص..... 9

یوم الدین ہے۔ مومنوں کے واسطے یہ شکر کا مقام ہے کہ اس نے ہم کو ایسی کتاب عطا کی جو اس کے صحیح صفات کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے"۔ (الحکم 18 جنوری 1908ء)

خدائے بزرگ و برتر سے یہ دعا ہے کہ ہم سب کو قرآن کے دقیق در دقیق معنوں کو سمجھنے کی اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

تقریبِ شادی

مکرم و محترم حافظ مظفر احمد صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان و ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد دعوت الی اللہ) کی تقریب عقد ثانی نہایت سادگی سے ۲۱۔ مئی ۱۹۹۳ء کو انجام پائی۔ بارات کا نہایت مختصر قافلہ مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کی معیت میں ربوہ سے ملتان پہنچا۔ مکرم ڈاکٹر محمد شفیق سہگل صاحب امیر ضلع ملتان نے اپنے گھر استقبال اور چائے وغیرہ کا اہتمام کیا۔ بعد نماز جمعہ بیت الذکر ملتان چھاؤنی میں مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر ضلع لاہور نے نکاح کا اعلان کیا۔ جو مکرمہ نصرت حفیظ صاحبہ (بی۔ایس سی) بنت مکرم پروفیسر ملک حفیظ احمد اعوان صاحب کے ساتھ طے پایا۔ موصوفہ مکرم میاں غلام رسول اعوان صاحب آف ڈیرہ غازی خاں کی پوتی اور مکرم اخوند محمد اکبر خان صاحب مرحوم (آف ملتان) کی نواسی ہیں۔ تقریب نکاح کے بعد تین بجے سہ پہر سندباد ہوٹل ملتان سے بعد طعام رخصتی عمل میں آئی۔ اگلے روز ۲۲۔ مئی شام کو ایوانِ محمود میں محدود پیمانے پر مسنون دعوت طعام کا انتظام کیا گیا۔ جس میں قریبی عزیزوں اور بزرگانِ سلسلہ نے شرکت کی۔ آخر میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے دعا کروائی۔

احباب کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور جملہ متعلقین کو مثالی دینی نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تعارف کتب

توضیح مرام- ماہ اپریل1993ء

تعداد صفحات:52-روحانی خزائن نمبر:3-سن تالیف:1891ء

حصہ دوم رسالہ فتح اسلام از تالیفات مجدد دوران مسیح الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی...

"اس رسالہ کے بعد ایک اور رسالہ بھی چند روز میں طبع ہو کر طیار ہوجائے گا جس کا نام "ازالہ اوہام" ہے۔ وہ رسالہ فتح اسلام کا تیسرا حصہ ہے"۔ (صفحہ2)

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا

حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

پس منظر

انیسویں صدی میں ہندوستان میں عیسائیت عروج پر تھی اور ہزاروں لوگ عیسائیت قبول کر رہے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سارے ہندوستان میں عیسائیوں کے مضبوط تبلیغی مشن قائم ہو چکے تھے اور ہر جگہ ربنا المسیح، ربنا المسیح کی صدا بلند ہو رہی تھی اور ہمیشہ کے لئے زندہ اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا جو آخری زمانہ میں آسمان سے جلالی نزول فرما کر قوموں کی بادشاہت کرے گا۔ جس کے سامنے تمام قومیں سر جھکائیں گی۔ یسوع مسیح کو قرار دیا جا رہا تھا اور اس وقت کے پنجاب کے لفٹیننٹ گورنر میکورتھ ینگ نے اپنی ایک تقریر میں کہا "مشرقی مذاہب میں جو سب سے زیادہ قیمتی ہے اس کو از سر نو تازہ کرنے کی کوشش اس یقین کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے کہ ایک ہستی یہاں ایسی موجود ہے جو محمدؐ، بدھ، ہندو اور گرونانک سے بڑی ہے..... یعنی یسوع مسیح کے ذریعہ خدا کی محبت"۔ (دی مشنر صفحہ151)

مذہبی معتقدات کے لحاظ سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے پادریوں کے پاس سب سے بڑا حربہ یہ تھا کہ یسوع مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور تمام انبیاء بشمول محمد صلعم وفات پا چکے ہیں اور وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے۔ پس زندہ کو چھوڑ کر مردوں کے پیچھے لگنا عقلمندی نہیں ہے (اور یہی عقیدہ مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کا تھا) اسی وجہ سے بعض سمجھدار تعلیم یافتہ مسلمان لیڈر بھی خیال کرنے لگے کہ دنیا کا آئندہ مذہب عیسائیت ہوگا۔ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے کلیۃً مایوس ہو چکے تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے حال پر رحم فرما کر حضرت میرزا غلام احمد قادیانی.... پر بذریعہ الہام منکشف کیا کہ:-

"مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وکان وعداللہ مفعولا"۔

چنانچہ آپ نے 1890ء کے آخر میں رسالہ فتح اسلام میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے مطابق اعلان فرمایا کہ:-

"مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ جس کسی کے کان سننے کے ہوں سنے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور لوگوں کی نظروں میں عجیب"۔ (فتح اسلام صفحہ 10)

وجہ تالیف: وجہ تسمیہ

"مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا"

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"مسلمانوں اور عیسائیوں کا کسی قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ "حضرت مسیح بن مریم اسی عنصری وجود سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور پھر کسی زمانہ میں آسمان سے اتریں گے"۔ میں اس خیال کا غلط ہونا اپنے اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں اور نیز یہ بھی بیان کر چکا ہوں کہ اس نزول سے مراد در حقیقت مسیح بن مریم کا نزول نہیں بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے

حضور فرماتے ہیں:-

"جو کچھ اس عاجز نے مثیل مسیح کے بارہ میں لکھا ہے یہ مضمون متفرق طور پر تین رسالوں میں درج ہے یعنی فتح

اسلام، اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام ہیں۔ پس مناسب ہے کہ جب تک کوئی صاحب ان تینوں رسالوں کو غور سے نہ دیکھ لیں تب تک کسی مخالفانہ رائے ظاہر کرنے کے لئے جلدی نہ کریں۔ والسلام علی من اتبع الھدی"۔ (توضیح مرام صفحہ 52)

انتخاب تحریر

آسمان پر جانا

"اب میں کہتا ہوں کہ جو امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو افضل الانبیاء تھے جائز نہیں اور سنت اللہ سے باہر سمجھا گیا (آسمان پر زندہ جانا) وہ حضرت مسیح کے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ یہ کمال بے ادبی ہوگی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک کمال کو مستبعد خیال کریں اور پھر وہی کمال حضرت مسیح کی نسبت قرین قیاس مان لیں۔ کیا کسی سچے مسلمان سے ایسی گستاخی ہو سکتی ہے؟ ہر گز نہیں اور یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ یہ خیال مذکورہ بالا کچھ عرصہ سے مسلمانوں میں پھیل گیا ہے۔ صحیح طور پر ہماری کتابوں میں اس کا نام و نشان نہیں بلکہ احادیث نبویہ کی غلط فہمی کا ایک غلط نتیجہ ہے۔ جس کے ساتھ کئی بے جا حاشیے لگا دیئے گئے ہیں اور وہ تمام امور نظر انداز کر دیئے گئے ہیں جو مقصود اصلی کی طرف رہبر ہو سکتے ہیں۔ اس بارہ میں واضح حدیث نبوی ہے جو امام محمد اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں لکھی ہے اور وہ یہ ہے:-

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

یعنی اس دن تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اترے گا۔ وہ کون ہے؟ وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا جو تم میں سے پیدا ہوگا۔

پس اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ ابن مریم سے یہ مت خیال کرو کہ سچ مچ مسیح بن مریم ہی اتر آئے گا بلکہ یہ نام استعارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے ورنہ درحقیقت وہ تم میں تمہاری قوم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا جو ابن مریم کی سیرت پر پیدا کیا جائے گا"۔ (توضیح مرام صفحہ 8-7)

وسط ایشیا میں اسلامی تہذیب کا عروج و زوال

(مقالہ نگار: مکرم نصیر احمد حبیب صاحب)

اسلامی تاریخ میں وسط ایشیا کا علاقہ ایک نمایاں اور تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ ہم اس امر کا جائزہ لیں گے کہ وسط ایشیاء کا علاقہ جس نے عباسیوں کے آخری دور میں سیاسی اور فکری خلا کو اس طرح پر کیا تھا کہ اس کے نقوش تاریخ کی محراب پر ہمیشہ کے لئے ثبت ہو گئے تھے آخر یکایک قصر گمنامی میں کیوں جا پڑا۔ تاتاریوں کی یلغار جس سے اسلامی تہذیب کسی طور سنبھل گئی تھی کے بعد دوسرا بڑا نقصان کسی غیر نے نہیں بلکہ امیر تیمور نے خود پہنچایا تھا۔ تیمور نے بے مقصد مہمات اور قوت کے اسراف سے ماوراءالنہر کی کمر توڑ ڈالی۔ وہ ماوراءالنہر کی قوت کے معمولی سے محفوظ وسائل کو ایران، عراق، ہندوستان، اناطولیہ اور شام میں ضائع کرتا رہا۔ ماوراءالنہر یورشیاء کی خانہ بدوش دنیا کے خلاف ایران کے حضری معاشرے کا سرحدی صوبہ تھا اور تیمور اپنی حکومت کے پہلے انیس سال (1362۔ 1380) سرحدات کے نگران کی حیثیت میں اپنے حقیقی کام پر لگا رہا۔ لیکن چند ابتدائی بہادرانہ اور شاندار اقدامات کے بعد اس نے اپنا رخ یکسر بدل دیا اور اپنی فوجوں کی باگ ایرانی دنیا کے قلب کی طرف پھیر دی اور اپنی زندگی کے آخری چوبیس سال اسی حصہ میں بے نتیجہ اور تباہی خیز مہمات کا سروسامان کرتے ہوئے گزار دیئے۔ اس کی فتوحات کا دائرہ جتنا حیرت انگیز تھا بہ اعتبار نتائج اتنا ہی خودکشی کے مترادف تھا۔

اگر تیمور یورشیا کی طرف پیٹھ نہ پھیرتا اور 1381ء میں ایران پر حملہ نہ کرتا تو ماوراءالنہر اور روس کے درمیان جو تعلقات اب ہیں (یا کچھ دیر پہلے تھے) وہ بالکل معکوس صورت اختیار کر لیتے۔ ان مفروضہ حالات میں روس آجکل اتنی ہی وسیع سلطنت کا ایک جز ہوتا جتنی ... سویت یونین تھی لیکن اسکا مرکزِ ثقل مختلف ہوتا۔ یہ ایک ایرانی سلطنت ہوتی جس میں سمرقند پر ماسکو نہیں بلکہ ماسکو پر سمرقند حکمران ہوتا۔ (مطالعہ تاریخ آرنلڈ۔ جے ٹائن بی)

تیموری سامراج کی راہ میں جو چیز آئی وہ اسے بہا لے گیا اور اس طرح تباہی کے غار میں سر کے بل جا گرا۔ اس نے جنوبی و مغربی ایشیاء میں ایک سیاسی و مجلسی خلا پیدا کر دیا۔ یہی خلا تھا جس میں انجام کار عثمانی اور صفوی متصادم ہوئے اور ایرانی معاشرے پر موت کی ضرب لگی۔

روس اور ایران میں سنیوں کے خلاف مکمل سیاسی اور فوجی اتحاد قائم ہوگیا۔ اس سے ایک ڈرامائی نتیجہ برآمد ہوا۔ روسیوں نے جنوبی وولگا اور صفویوں نے بحیرہ کیسپین کی ناکہ بندی کردی۔ یوں سنی مسلمانوں کی دنیا دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ مغربی ترکوں اور مشرقی ترکوں میں پھر کبھی ملاپ نہ ہوا۔ عثمانی حکمرانوں کو آئندہ ترکوں کے اصل وطن وسط ایشیاء سے ان جیالے اور جنگجو قبائل سے کوئی مدد نہ مل سکی۔ اس طرح وسط ایشیاء کے ترک اقتصادی اور سیاسی طور پر بالکل الگ تھلگ ہو کر رہ گئے۔ شاہراہ ریشم بند ہوگئی۔ فوجی ذہنی اور اقتصادی لحاظ سے ان کے ہر شعبہ حیات میں پستی کے طویل دور کا آغاز ہوا۔ بہت سے علاقے مسلمانوں کے ہاتھ سے مستقلاً نکل گئے۔ اندلس کے چھن جانے کے بعد اسلام کے لئے دوسرا عظیم نقصان جس سے مسلمانوں کی پسپائی اور عیسائیوں کی فاتحانہ پیش قدمی کا طویل دور شروع ہوا۔ مسلمانوں کے علاقوں میں روسی قبضہ کا توسیعی عمل 348 سالوں پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کا آغاز 1552ء کو ہوا۔

روسی توسیع پسندی کے خلاف وسط ایشیائی مسلمانوں کی جدوجہد دو لہروں کی صورت جاری رہی۔ ایک کی قیادت لبرل اور دوسرے کی قیادت قدامت پسند کر رہے تھے۔ اٹھارویں صدی کے اواخر میں مذہب کی بنیاد پر مسلح مزاحمت کا آغاز ہوا۔ اس کی قیادت صوفیاء نے کی تاکہ حکومت الہیہ قائم کی جاسکے۔ شمال مشرقی قفقاز میں یہ جدوجہد صوفیاء کے دو سلسلوں نقشبندیہ اور قادریہ نے امام منصور، شیخ محمد آفندی، غازی محمد اور امام شامل کی قیادت میں کی۔ ان لوگوں نے انتہائی نامساعد حالات میں حریت و آزادی کی یہ شمع فروزاں رکھی۔ امام نجم الدین تو 1925ء تک برسرپیکار رہے۔

لیکن یہ جدوجہد مجموعی طور پر کس نوعیت کی ہوگی اس کا اندازہ مولانا ابوالکلام آزاد کے مندرجہ ذیل اقتباس سے بخوبی ہوسکتا ہے:-

"جب روسیوں نے بخارا کا محاصرہ کیا تو امیر بخارا نے حکم دیا کہ تمام مدرسوں، مسجدوں میں ختم خداجگان پڑھا جائے۔ ادھر روسیوں کی قلعہ شکن توپیں شہر کا حصار منہدم کررہی تھیں ادھر ختم خواجگان کے حلقوں میں بیٹھے یا مقلب القلوب کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ بالاخر وہی نتیجہ نکلا جو ایک ایسے مقابلہ کا نکلنا تھا جس میں ایک طرف گولہ بارود ہو اور دوسری طرف ختم خواجگان۔ (بحوالہ موج کوثر۔ شیخ اکرام)

اب چونکہ INTERNATIONAL SCENAPIO تبدیل ہوچکا ہے۔ ہم اگر ماسکو اور وسط ایشیائی مسلمان ریاستوں کی جنگ کو ایک اور تناظر میں دیکھتے ہیں تو یوں ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جنگ دراصل خانہ بدوش اور کسان کی جنگ تھی (کیونکہ ARCHETYPE کسی قوم اور تہذیب کی زندگی میں نہایت اہم ہوتے ہیں)۔ ماسکو کسان کی نمائندگی کررہا تھا۔ چونکہ کسان کی کھیتی باڑی کا عمل مختلف مراحل میں ہوتا ہے چنانچہ ماسکو مرحلہ وار اسلامی علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لیتا رہا یہاں تک کہ تقدیر اسے خانہ بدوش کی آخری پناہ گاہ (افغانستان کے پہاڑی علاقے) میں لے آئی۔ روسی سلطنت کا یہ اونٹ جو کہ اپنی کمر پر ناقابل

برداشت بوجھ لادے ہوئے تھا۔ خانہ بدوش نے اس کی پیٹھ پر وہ آخری تنکا رکھ دیا جس سے اس کی کمر ٹوٹ گئی۔

اب باری خانہ بدوش کی ہے کہ وہ پیش قدمی کرے اور اس خلا کو پر کرے۔ سوال یہ ہے کہ اس جدوجہد میں خانہ بدوش کو جس روحانی اور فکری راہنمائی کی ضرورت ہے کیا وہ اسے کہیں سے میسر آسکے گی۔ جہاں تک عالم اسلام کا تعلق ہے (جس کا بڑا حصہ مشرق میں واقع ہے) اس کی تقدیر بڑی حد تک اب بھی وہی ہے جو کہ بیسویں صدی کی ابتداء میں ترکی کے مشہور اسلامی مفکر شاعر و ادیب محمد عاکف نے بڑی خوبصورتی سے کھینچی تھی جب اس نے اپنی نظم میں کہا تھا:۔

"لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تم نے مشرق کی اتنے عرصہ تک سیاحت کی، آخر تم نے کیا دیکھا؟ میں کیا بتاؤں کیا دیکھا؟ میں نے اِس سرے سے اُس سرے تک ویران بستیاں، بے سری قومیں، ٹوٹے ہوئے پل، بند نہریں، سنسان سڑکیں دیکھیں، میں نے جھریاں پڑے چہرے، جھکی ہوئی کمریں، خالی دماغ، بے حس دل، الٹی عقلیں دیکھیں، میں نے ظلم غلامی، خستہ حالی، ریاکاری، قابل نفرت برائیاں، طرح طرح کی بیماریاں، جلے ہوئے جنگل، ٹھنڈے چولہے، بنجر کھیت، میلی صورتیں، ننگے ہاتھ پاؤں دیکھے، میں نے بے جماعت کے امام دیکھے، بھائی کو بھائی کا دشمن دیکھا، دن دیکھے جن کا کوئی مقصد نہیں، راتیں دیکھیں جن کی صبح نہیں"۔ (بحوالہ ترک میں مشرق و مغرب کی کشمکش صفحہ 193)

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان ریاستوں کو کون روحانی اور فکری راہنمائی فراہم کرتا ہے جنکی انہیں اشد ضرورت ہے؟

کوئے جاناں کے بھی اک مدت سے ہیں آہٹ پہ کان
اہل غم کے کارواں کن وادیوں میں کھو گئے

(یہ مضمون الجامعہ الاحمدیہ ربوہ میں ایک سیمینار میں پڑھا گیا)

بقیہ از ص..... 36

ہے۔

آخری تقریر گرونانک دیو یونیورسٹی امرتسر کے دسویں جلسہ سالانہ میں کی گئی۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے بزرگ اساتذہ کا ذکر فرمایا اور ہال میں موجود اپنے دو استادوں سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ پھر پنجابی زبان میں نظریہ وحدت پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے نوجوان طالب علموں کو نصیحت کی کہ وہ سائنس کی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ آپ نے کہا کہ جب بھی میں کسی ہسپتال میں دوا لینے کے لئے جاتا ہوں تو مجھے یہ سوچ کر بڑی شرمندگی ہوتی ہے کہ اس دوا کی تیاری میں میرے بزرگوں کا کوئی حصہ نہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی سائنس کی عالمگیر ترقی میں حصہ لیں اور اپنی عزت نفس بحال کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔
''ظن سے بچنا چاہیئے کیونکہ بہت سے گناہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں''۔ (خطبات نور صفحہ ۲۷۴ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

مالی قربانیوں کے حسین اور درخشندہ تذکرے

کینیڈا میں تعمیر ہونے والی "بیت الذکر" کیلئے مالی قربانیوں کے دلچسپ اور قابلِ ستائش ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

ترتیب و تحریر:۔ مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب

جماعت ہائے انگلستان کے سہ روزہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یکم اگست 1992ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو ایمان افروز خطاب فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کی بارش کے چند قطروں کو بیان کرتے ہوئے تعمیر "بیوت الذکر" کا تذکرہ یوں فرمایا کہ گزشتہ دس سالوں میں جماعت احمدیہ کو 1490 بیوت تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اور پچھلے سال 360 بیوت کا سنگِ بنیاد رکھا جن میں سے 80 کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور خدا تعالیٰ کے احسان اور پیار کے جلوے اس طرح بھی ظاہر ہوئے کہ 806 بیوت ایسی ہیں جو اپنے نمازیوں سمیت احمدی "بیوت" بن چکی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ تعداد پاکستان اور بھارت میں "بیوت" کی تعمیر کے علاوہ ہے۔

16، اکتوبر 1992ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جنوبی امریکہ کی سب سے بڑی "بیت الذکر" کا افتتاح فرمایا جو کہ ٹورانٹو کینیڈا میں تعمیر کی گئی۔ اس کا نام "بیت...... (دین حق)" رکھا گیا۔ اس کے افتتاحی خطاب اور تقریب کو سیٹلائیٹ کے ذریعہ پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ تقریب میں کینیڈا کے معزز شہری اور پارلیمنٹ کے ممبران اور یونیورسٹیز کے سکالر صاحبان اور گورنمنٹ آف کینیڈا کے نمائندگان بھی شامل ہوئے۔ پورے کینیڈا میں خدا کے اس گھر کی تعمیر پر والہانہ خوشی کا اظہار کیا گیا اور بہت سارے شہروں نے "AHMADIYA MOSQUSE DAY" منانے کا اعلان کیا۔

اس "بیت الذکر" کی تعمیر میں جماعت احمدیہ کی جو قابلِ رشک اور ناقابل فراموش قربانیوں کے واقعات ہیں وہ تاریخ احمدیت کے انمٹ نقوش کی طرح ہیں۔ مال اور وقت کی قربانیاں ایسی ہیں جو کبھی فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ مذہب کی تاریخ میں بہت عرصہ بعد ایسے کارناموں کی تاریخ دہرائی جاتی ہے اور آج ہم خدا کے فضل و کرم سے اپنے پیارے امام کی دعاؤں اور غیر معمولی فہم و فراست کی قیادت و راہنمائی کے طفیل آج سے چودہ سو سال قبل کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اسلاف کی تاریخ دوبارہ دہرائی جا رہی ہے۔

کینیڈا سے ہمیں اس "بیت الذکر" کی تعمیر کے سلسلہ میں کچھ واقعات شائع شدہ صورت میں محترم طارق اسلام صاحب مربی

سلسلہ کینیڈا نے ارسال فرمائے ہیں۔ ہم ان کے اور محترم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا اور دیگر احباب جماعت کینیڈا کے شکریہ کے ساتھ اور تمام احباب جماعت کینیڈا کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے کچھ واقعات قارئین کے افادہ کے لئے شائع کر رہے ہیں۔

ان واقعات کو از سرِ نو ترتیب دینے میں محترم مقصود احمد صاحب منیب کی محنت اور کاوش شامل ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

حال ہی میں یعنی 16 اکتوبر 1992ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک اللہ کے گھر کا افتتاح فرمایا جو کہ ٹورانٹو کینیڈا میں تعمیر کیا گیا۔ اس کا نام "بیت ....." ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت اور منظوری سے دسمبر 1985ء میں ٹورانٹو کے شمال میں 25 ایکڑ زمین اور مشن ہاؤس کی وسیع عمارت سوا پانچ لاکھ ڈالرز سے خریدی گئی۔ 1986ء میں حضور انور نے اس کا سنگِ بنیاد رکھا اور 16 اکتوبر 1992ء کو اس خدا کے گھر کا افتتاح فرمایا۔ اس گھر کی تعمیر کے دوران مختلف لوگوں نے مختلف قسم کی قربانیاں کیں جن میں مالی قربانیاں، وقت کی قربانیاں خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور بعض لوگوں نے تو اپنے گھروں کو خیرباد کہہ کر اس خدا کے گھر کی خاطر کئی ہفتے تک قربانی دی۔ اور جب ہم ان لوگوں کے اخلاص اور محبت اور قربانیوں کی فہرست ملاحظہ کرتے ہیں تو دل خدا کی حمد سے بھر جاتے ہیں کہ واقعتاً خدا نے ہمیں ایک وجود، ایک الگ تشخص اور صحیح اور کامل پہچان جو (بانیٔ دینِ حق) کی ذاتِ بابرکات کی وجہ سے عطا کی ہے وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔

مالی قربانیاں

ایک ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک میں جانے والوں کو رہائش، کام، خورد و نوش دوسرے لفظوں میں روٹی، کپڑا اور مکان کی ضروریات اساسی ہی چین نہیں لینے دیتیں اور ایک اچھا خاصہ لمبا عرصہ ان کو اپنے آپ کو اس ماحول میں ایڈجسٹ کرنے پر لگ جاتا ہے اور پھر کہیں جا کر وہ اس قابل ہوتے ہیں کہ کسی کو کچھ دے سکیں۔ لیکن یہاں تو وہی باتیں اور وہی یادیں دوبارہ تازہ ہو گئیں جو اس سے پہلے انبیاء کے ماننے والوں کی تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ ایسے لوگ جن کو مالی امداد کی ضرورت ہے وہ خود اس تحریک میں حصہ لے رہے ہیں اور چند ہفتے قبل نئی نویلی دلہن جو کہ پاکستان سے کینیڈا گئی اس نے اپنا سارا عروسی زیور پیش کر دیا۔ حالانکہ وہ ایک انمول جذباتی لگاؤ والا زیور ہوتا ہے اور یہ ایک واقعہ ہی خدا کے حضور شکرانے کے سجدات بجالانے کے لئے کافی ہی تھا لیکن ایسے واقعات بیسیوں

ہوئے اور ہوتے چلے گئے اور واقعتاً تحریک کرنے والا انسان خدا کے احسانات کے نیچے جھکتا چلا جاتا ہے۔

ایک قربانی ایسی دیکھنے میں آئی کہ ایک بہن نے ایک پوٹلی اور خط بھجوایا اور لکھا کہ میں نے خطبہ جمعہ سنا اور میرے دل میں رہ رہ کر یہ خیال آتا رہا کہ جو زیور میرے پاس ہے اگر میں وہ سب خدا تعالیٰ کے حضور پیش کردوں تو شاید میری اس قربانی میں ان اسلاف کی قربانی کی ایک چھوٹی سی جھلک پیدا ہو کر زندہ ہو جائے جس میں انہوں نے اپنا سارا مال و متاع حضور کے مبارک قدموں میں نچھاور کر دیا تھا۔

ایک نئی نویلی دلہن نے جب اپنے دونوں زیور کے سیٹ پیش کئے اور امیر صاحب کینیڈا نے ان کو ایک سیٹ رکھ لینے کو کہا تو بڑی جوشیلی آواز میں فرمانے لگیں کہ "جب خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے تو پورا ہی کروں گی۔ اگر اس سے زیادہ ہوتا تو وہ بھی پیش کر دیتی"۔

رات کو گیارہ بجے مشن ہاؤس کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ سردیوں کی رات ہے اور وہ ٹیلی فون کرنے والی بہن امیر صاحب کینیڈا سے کہتی ہے کہ ابھی ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔ پھر اصرار کرکے ملاقات کرتی ہے اور ایک زیورات سے بھری پوٹلی دیتی ہے اور کہتی ہے کہ پچھلے تیس سال سے میں نے یہ زیور اپنی والدہ کی نشانی کے طور پر سنبھال کر رکھا ہوا تھا لیکن اب یہ خدا کے گھر کے لئے حاضر ہے۔ جب ان سے کہا گیا کہ کچھ تو اپنے لئے رکھ لیں تو گویا ہوئیں کہ میری طبیعت میں اتنا جوش تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آج کی رات بہت گراں ہے اور میں سو نہیں سکوں گی۔ اسی وجہ سے یہاں آپ سے ملنے کے لئے اصرار کیا تھا۔

ایک بہن کو خواب آئی کہ "تم بہت پیچھے رہ گئی ہو۔ یہ سب تم سے سبقت لے گئی ہیں"۔ کہتی ہیں صبح اٹھی تو عجیب کیفیت تھی۔ "تم پیچھے رہ گئی ہو" کی گونج کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔ یہ کہتے ہوئے اپنا سارا زیور خدا کی راہ میں دے دیا۔ پھر لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے وہ مینا بازار جو دن رات کی محنت سے انہوں نے منعقد کئے میری آنکھوں میں گھوم گئے اور اس طرح انہوں نے ایک لاکھ ڈالرز سے زائد رقم اکٹھی کرلی۔

ایک ریٹائرڈ صاحب نے ایک لاکھ ڈالرز کا وعدہ کرلیا۔ لیکن صحت بھی ٹھیک نہ رہتی تھی۔ انہوں نے انفاق فی سبیل اللہ کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے اپنا مکان فروخت کرکے وہ رقم ادا کردی۔

کمپیوٹر کی غلطی سے ایک صاحب کو 5 ہزار ڈالرز کی یاددہانی کی بجائے 25 ہزار ڈالرز کی یاددہانی چلی گئی اور انہوں نے اسے تقدیر الٰہی سمجھ کر وہ 25 ہزار ڈالرز کی رقم بخوشی ادا کردی۔

پانچ ہزار ڈالرز کا وعدہ کرکے ایک صاحب نے چوبیس ہزار ڈالرز پیش کر دیئے اور ان میں سے دس ہزار ڈالرز کی خطیر رقم بینک سے قرضہ لے کر ادا کی۔

ایک بزرگ نے خواب میں حضرت مسیح موعود.... کو دیکھا۔ آپ نے ان بزرگ سے پوچھا کہ اب تک کتنا چندہ دے چکے ہیں اور پھر حضور.... نے فرمایا اگر اتنا ہو جائے تو ٹھیک ہے۔ چنانچہ انہوں نے اتنا چندہ بڑھا کر

رقم پیش کردی۔

امیر جماعت کینیڈا کے مطابق جب بھی مالی تنگی محسوس ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے دعا کے نتیجہ میں اس مالی تنگی کو مالی فراخی میں بدل دیا۔

پھر بچے بھی اس تحریک میں پیچھے نہیں رہے اور کئی کئی مہینے جمع کر کے خوبصورت پوٹلیاں اور ڈبے بھر کر .... فنڈ میں پیش کئے اور کئی بچوں نے اپنا بے بی بونس اس کام کے لئے صرف کر دیا۔ بعض بچوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریک پر اخبارات اور فلائرز بیچ کر بھی اس کارِ خیر میں حصہ لیا اور ایک گھر کے بچوں نے تو اس قربانی میں حد ہی کر دی۔ جب انہوں نے اپنی وہ ساری رقم جو کوئی کھلونا خریدنے کے لئے جمع کر رکھی تھی اس مبارک تحریک میں دے دی اور پھر وہ اس قدر خوش نظر آئے کہ جو خوشی ان کو کھلونا پالینے سے بھی شاید حاصل نہ ہو سکتی تھی۔

بعض دوستوں نے اخلاص میں بھی حد ہی کر دی۔ اسی طرح ایک دوست نے امیر صاحب سے کہا اگر میرے گھر میں کھانا کھائیں گے تو اس فنڈ میں ایک ہزار ڈالرز دوں گا اور بعض دفعہ رات ڈیڑھ بجے لوگ ایک ہاتھ میں چائے اور دوسرے ہاتھ میں چیک لے کر دروازوں پر ملتے اور امیر صاحب کو تھما دیتے۔ ایسے ہی ایک واقعہ ہوا کہ ایک بزرگ نے اپنے کفن کے لئے جو رقم پس انداز کی ہوئی تھی اس فنڈ میں دے دی۔ حضور کی خدمت میں جب یہ واقعہ لکھا گیا تو اس پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ "بڑی شان کا واقعہ ہے"۔

بار بار مالی قربانی کرنے کے مزے بھی اکثر لوگوں نے لوٹے اور سارے گھر کی طرف سے ایک ایک لاکھ ڈالرز کے وعدے اور ادائیگیاں بھی کی گئیں اور بعض لوگ کہتے کہ آپ وعدہ لکھ کر ہمیں صرف بتا دیں اور پھر 5 یا 10 ہزار ڈالرز ان کے لئے کوئی وقعت نہ رکھتے تھے۔

تمام احمدی احباب جو کہ کینیڈا میں مقیم ہیں ان کی دلی خواہش تھی کہ اس گھر کی تکمیل جلد از جلد ہو جائے اور اس تکمیل کے لئے وہ ہر قسم کی تنگی اور مشکل برداشت کرنے کے لئے ہر دم اور ہر وقت تیار رہتے تھے اور طالب علموں نے بھی اس کارِ خیر میں حصہ ڈالا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بڑھ کر دیا جس کی ان کو توقع ہوتی تھی۔ ایک طالب علم نے ایک ہزار ڈالرز ادا کر دیئے جو اس کی یونیورسٹی کی اگلے ماہ کی فیس تھی حالانکہ اگلے مہینے حکومت کی طرف سے اسے صرف 3 یا 4 سو ڈالرز ملنے کی توقع تھی۔ لیکن ایک ہفتہ کے بعد وہ امیر صاحب سے چمٹ گیا اور بتایا کہ آج مجھے گورنمنٹ کے اس محکمہ کی طرف سے چیک موصول ہوا تو وہ خلاف توقع چودہ سو ڈالر کا ہے۔

پھر اس طالب علم کی قربانی کو کس طرح بھلایا جا سکتا ہے جس نے اپنے تعلیمی اخراجات میں سے 175,00 ڈالرز اس مبارک تحریک میں دیئے اور پھر شوریٰ کے ایک اجلاس کے دوران جب لوگ اپنے بچوں، بیویوں اور والدین کی طرف سے وعدے لکھوا رہے تھے تو یہ طالب علم ایک دفعہ پھر سٹیج پر آ کر کہنے لگا کہ میں غیر شادی شدہ ہوں اور ابھی نکاح بھی نہیں ہوا لیکن میں اپنی ہونے والی شریکِ

حیات کی طرف سے اتنی رقم بیت فنڈ کے لئے پیش کرتا ہوں اور قربانی کا یہ خوبصورت بہانہ کس قدر کیف آفریں ہے۔ ذالک فضل اللہ یعطیہ من یشاء

ایک نوجوان نے اپنا سوئٹر تک بیچ کر اس فنڈ میں رقم ادا کی جب کہ وہ ابھی نئے نئے کینیڈا میں گئے تھے۔ اور اس قربانی کی برکت سے ان کو اگلے ہی دن ایسی عمدہ اور قیمتی نوکری مل گئی کہ چند ہی دنوں کے بعد وہ سیکرٹری مال صاحب کو سو سو ڈالرز کے کافی نوٹ دے رہے تھے۔

پھر ان دو بھائیوں کا مشورہ دیکھئے کہ رات کے وقت ان کے پاس ایک مرکزی نمائندہ جاتا ہے اور سوجاتا ہے تو وہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں کہ جو رقم ہم نے مکان کے لئے رکھی ہوئی ہے وہ اللہ کے گھر کے لئے دے دیں اور پھر ایک بھائی ان میں سے اللہ کو پیارے ہوگئے اور حضور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت ان کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کی اجازت دے دی حالانکہ ابھی ان کی وصیت منظور نہ ہوئی تھی اور انہوں نے صرف درخواست دی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بھائی کو جنت میں گھر دے دیا اور دوسرے کو جلد توفیق دی کہ وہ اپنا گھر بنا سکے۔

اس موقع پر لوگوں نے اپنی کاروں کی چابیاں بھی پیش کیں، عورتوں نے زیور بھی پیش کئے، بچوں نے اپنے بے بی بونس اور کھلونوں کے لئے جمع شدہ پونجی بھی پیش کردی، طالب علموں نے اپنے اخراجاتِ خواندگی بھی دے دیئے، نوبیاہتا جوڑوں نے اپنے سامانِ عروسی بھی پیش کر دیئے، جذبہ رکھنے والوں نے سوئٹر بھی بیچ کر رقم مہیا کر دی، جنہوں نے اپنے مکان بنانے کے لئے روپے رکھے ہوئے تھے انہوں نے وہ روپے بھی پیش کر دیئے، اپنے کفن کے لئے ایک بزرگ نے جوڑی ہوئی رقم بھی پیش کر دی، غرضیکہ کیا کیا گنا جائے اور کیا کیا نہ گنا جائے۔ حضور ایدہ اللہ کی دعائیں ان سب قربانیوں کو چار چاند لگاتی رہیں۔ حضور کبھی تو فرماتے کہ:۔

"A PROVED ALLAH BLESS THIS PROJECT"

اور کبھی لکھتے کہ:۔

"ایدکم اللہ بروح القدس"

اور پھر لوگ رو رو کر اپنے اموال پیش کرتے اور فاستبقوا الخیرات کے ناقابل فراموش نمونے نظر آنے لگتے۔

ایک دوست نے ایک ہزار ڈالرز پیش کئے اور اہلیہ نے زیور، لیکن گھر جا کر فیکس دیا کہ ابھی تسلی نہیں ہوئی اور گھر کا سارا سامان بیچ کر مزید پیسے بھیجے جن میں سلائی مشین، پرسنل کمپیوٹر، پنکھے VACUME کلینر وغیرہ شامل تھے۔

گی آنا کی ایک خاتون نے اپنے مکان کے کاغذات بھجوا دیئے کہ فروخت کر کے اس کی رقم اس فنڈ میں شامل کر لی جائے۔ پس:۔

منظر وہ ہے کہ میرے بیان میں نہ آسکے

کے مصداق اس قدر طویل فہرست ہے ان قربانیوں کی جو اس خدائی گھر کو بنانے اور پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کی گئیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء فی ھذہ الدنیا والاخرۃ

ان میں سے اکثر قربانیوں کا ذکر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 1992ء کے جلسہ لندن کے دوسرے دن کے

خطاب فرمودہ یکم اگست میں بھی کیا ہے۔

وقت کی قربانیاں

حضرت مسیح موعود..... نے فرمایا کہ "اے میری جماعت! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ وہ قادرِ کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بد قسمت ہے وہ جس کا تمام ہمّ و غم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائیگی"۔ (تذکرہ الشہادتین طبع دوم صفحہ 61)

اور اب ایک چند ایک وجودوں کا تذکرہ کرتا ہوں جنہوں نے اپنا وقت بھی اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔

مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب

ان میں سے سب سے پہلے ایک ایسا نوجوان شخص نظر آتا ہے کہ اگر اس کا اپنا گھر بھی بن رہا ہوتا تو شاید وہ اس قدر توجہ نہ دے سکتا۔ صبح آنا، رات گئے واپس جانا اور کبھی وہیں رہ جانا۔ یہ نوجوان کون ہے؟ اس نوجوان کا نام چوہدری نصیر احمد ہے جو مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ناظم قضاء کینیڈا کے دوسرے بیٹے ہیں۔ یہ محترم پاکستان میں پنجاب یونیورسٹی سے پبلک ایڈمنسٹریشن میں ایم۔ اے ہیں۔ 1976ء میں کینیڈا گئے اور OTTAVA CARLETOR UNIVERSTIY سے اسی مضمون میں ایم اے کرنے کے بعد میدان عمل میں آگئے۔ طبیعت میں سلسلہ کی خدمت کا ذوق موجود تھا تو 1985ء میں جماعت کینیڈا کے نیشنل سیکرٹری اشاعت منتخب ہوئے۔

کینیڈا میں نووارد احمدیوں کی خدمت و راہنمائی ان کا محبوب کا کام ہے۔ 1987ء میں جب اس نئے "بیت الذکر "بیت ....." کے نقشہ جات کی تیاری شروع ہوئی تو انہی محترم کی مدد سے کارلٹن یونیورسٹی اٹاوہ کے ایک مخلص اسلامی آرکیٹیکچر، بے حد قابل فاضل پروفیسر جناب گلزار حیدر صاحب سے رابطہ قائم ہوا اور انہوں نے جماعت کا یہ کام بڑی خوشی سے کیا۔

جماعت نے یہ کنٹریکٹ خود ہی چلانے کا سوچا اور فیصلہ کیا اور اس کام کے لئے جناب ڈاکٹر نعیم احمد جو ایک تجربہ کار سول انجینیئر ہیں، نے کچھ عرصہ کے لئے وقف کیا اور اس کام کے نگران مقرر ہوئے اور نصیر احمد ان کے نائب تھے اور پھر ڈاکٹر نعیم احمد صاحب کے جانے کے بعد مکمل نگرانی نصیر صاحب نے سنبھالی۔ نہ دن دیکھا، نہ رات دیکھی، نہ بارش نہ دھوپ، نہ برف باری، دن مشن ہاؤس میں ہوا اور رات بھی وہیں ہو جاتی۔ بہرحال قصہ مختصر محترم نصیر احمد صاحب نے تو قربانی کی ہے لیکن ہمت ان کے گھر والوں یعنی بیوی محترمہ امۃ الرفیق صاحبہ اور بچوں کی بھی ہے جنہوں نے محترم نصیر احمد صاحب کا حوصلہ بڑھاتے رہنے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

مکرم پروفیسر گلزار حیدر صاحب

گجرات پاکستان کے رہنے والے، 20 سال سے کارلٹن یونیورسٹی اٹاوا کے پروفیسر، امریکہ کے تعلیم یافتہ، شریف النفس اور بھلے آدمی، مشفقانہ طبیعت کے مالک، ہر قدم پر راہنمائی کرنے والے، ہمت بڑھانے والے، وقت بے وقت کی تکالیف برداشت کرنے والے یہ ایک اچھے انسان ہیں۔ ان کا تعلق گو جماعت سے نہیں لیکن 1988ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تھی اور اس وقت سے دل میں عزت و احترام کے جذبات لئے ہوئے ہیں اور پروفیسر صاحب کی یہ خوبی ہے کہ عجز و انکسار کے پتلے ہیں۔ وعدہ پورا کرنے والے اور دل لگا کر کام کرنے والے ہیں۔ الغرض بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں۔ یہ خانہ خدا پروفیسر صاحب کا ڈیزائن کردہ تیسرا خانہ خدا ہے جو مکمل ہوا ہے۔ ان کی نیک دلی، شرافت نفس، اور اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر سے ایک خاص قسم کا پیار اور لگاؤ کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

مکرم ڈاکٹر نعیم احمد صاحب

کھدائی، بنیادوں اور کنکریٹ کی دیواروں کا کام کروایا۔ بڑی محنت اور تندہی سے باوجود برف باری اور سخت سردی کے انہوں نے اپنا کام مکمل کیا۔ اللہ ان کو جزاء دے۔ آمین

مکرم ناصر احمد صاحب چیمہ

چوہدری نصیر احمد صاحب اپنے کام کو کسی کے ساتھ بانٹنا چاہتے تھے۔ ان کی نظر ناصر احمد چیمہ صاحب پر پڑی اور انہوں نے امیر صاحب کو ان کا نام دیا اور امیر صاحب کے کہنے پر ناصر احمد چیمہ صاحب نے (اپنی بیوی سے مشورہ کرکے) یہ کام کرنے کے لئے خود کو وقف کر دیا۔ باوجود اس کے کہ ناصر صاحب خود بڑی ذاتی مشکلات میں گرفتار تھے اور پھر وقف کر کے اس غیر معمولی قربانی، خدمت، ذمہ داری اور محنت کا ثبوت دیا کہ بیان سے باہر ہے اور بعض ایسے کام جن پر اچھا خاصہ خرچ اٹھ سکتا تھا ان کی بلند ہمتی کی بدولت مفت ہوگیا۔ کبھی ایسی ایسی پر خطر جگہوں پر چڑھ رہے ہوتے تھے کہ جس کا سوچنا ایک تجربہ کار کے لئے ہی ممکن ہے اور کبھی رسی سے لٹک کر کام کرتے تھے۔ چیمہ صاحب کے لئے کوئی جگہ، کوئی بلندی خطرناک نہیں تھی اور منفی 20 درجہ حرارت میں مینارہ کی سب سے اونچی جگہ پر پہنچ کر ٹارچ کی روشنی میں کوئی کام کرنا ان کے لئے معمولی مسئلہ تھا۔ ہنسی مذاق میں کام کروالینا اور کرلینا ان کی خاص مہارت تھی اور پوری وفا کے ساتھ ایک سال تک انہوں نے کام کیا اور بیوی بچوں سے ملنے کے لئے صرف ہفتہ میں ایک یا کبھی دو دن کے لئے جاتے تھے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

مکرم محمد اشرف صاحب ناظر

چوہدری عبدالعزیز صاحب آف مسی ساگا کے داماد، تعمیر انڈسٹری میں کام کرنے والے، پلمبنگ کا کام خالد مرزا صاحب کے ساتھ شروع کیا اور

ROOF DRAIN کا کام بھی کیا۔ جو کام کوئی نہ کرسکتا تھا محمد اشرف ناظر صاحب مونچھوں کو تاؤ دیتے آجاتے اور وہ کام ہو جاتا۔ اور ہر کام جو ان کو کہا جاتا "جی سر" کے بعد شروع کر دیتے۔ چیمہ صاحب ان کو "ساڈا شیر کتھے اے" کرکے بلاتے اور یہ شیر موقعہ پر پہنچ جاتا۔ ٹیکنیکل آدمی، اچھی اچھی تجویزیں دینے والا یہ شخص بھی بہت کام کا ہے۔ اللہ اسے مزید ترقیاں دے۔ آمین

مکرم محمد حزقیل خان صاحب

انتہا کا محنتی، انکار نہ کرنے والا، ہر وقت ہنستے رہنے کی صحت افزاء خوبیوں کے مالک اس نوجوان کا نام "ہمیشہ ہنسنے والا" "THE GUY WHO ALWAYS LAUGHS" پڑگیا۔ ہر فن مولا، ہنرمند، ذہین اور TROUBLE SHOOTER آدمی ہیں۔ کھانا پکانے میں بھی ماہر اور بلڈوزر اور HOE BACK چلانے میں ماہر۔ جس وجہ سے کافی خرچہ بچ گیا تھا۔ اللہ انہیں اپنے رحم اور فضلوں سے نوازے۔ آمین

مکرم صالح محمد صاحب منگلا

دلچسپ اور محنتی، TILES کا سارا کام خود کرنے والے، بار بار اصرار کرکے کام حاصل کرنے والے اور ان کی بڑی خوبی یہ کہ اندرونی دیواروں میں ٹائلز اپنے ہاتھوں سے نصب کیں۔ ان کی ٹیم میں مکرم مظہر احمد اور مکرم مقصود احمد باجوہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

مکرم خالد مرزا صاحب

محنتی آدمی، دن کو اپنے کام پر اور شام یا رات کو آکر خدا کے گھر کی تعمیر کا کام کرتے اور پلمبنگ کا کام کیا۔ بعض اوقات کام سے چھٹیاں بھی کیں اور ان کے ایک بھائی مکرم شاہد احمد صاحب نے بھی ان کے ساتھ بہت کام کیا اور خالد مرزا صاحب کی وجہ سے پلمبنگ کا سامان بھی بازار سے بارعایت مل گیا۔ اللہ ان کو بھی جزائے خیر دے۔ آمین

مکرم شکیل سعید صاحب اور انکے ساتھی

دیواروں کی TAPPING اور STANDING کا کام کرنے والے اس گروپ میں مکرم ادریس کھوکھر، ظہیر الدین عبید اللہ صاحب، عامر سعید صاحب اور شہکار لون صاحب قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ دن کو اپنا کام کرتے اور رات کو خدا کے گھر کا کام۔ اللہ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

مکرم مولانا چوہدری منیر احمد صاحب

لاس اینجلس میں خانہ خدا کی تعمیر کروانے والے فدائی، ادوار تعمیر سے واقفیت رکھنے والے، مشکلات کا بخوبی اندازہ کرسکنے والے یہ بزرگ نہایت محنتی اور مخلص نظر آئے۔ سڑکیں، پارکنگ اور پاکنگ لائٹس، گھاس، جلسہ گاہ کی تیاری اور لائٹوں کا کام ان کے ذمے تھے۔ اور کام کروانے میں سخت اور اصول پسندی آدمی ہیں اور کام کو ٹھیک وقت پر ختم کروانا ان کا خاصہ ہے۔ آٹوہ میں رہتے تھے اور دل کا آپریشن بھی کچھ عرصہ پہلے ہوا

تھا۔ صحت کمزور تھی لیکن کام بڑی جانفشانی سے کیا۔ اتوار تا جمعرات تعمیر کا کام ٹورنٹو میں آکر کرتے اور جمعرات کو واپس جاتے اور جمعہ آٹوہ میں پڑھاتے اور پھر اتوار کو واپس بذریعہ کار آجاتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

مولانا نسیم مہدی صاحب، امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا

خانہ خدا کی تعمیر کا سہرا اصل میں ان کے ہی سر ہے۔ گو یہ شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں لیکن پھر بھی ان کے بارے میں کچھ نہ لکھنا کفرانِ نعمت ہوگا۔

جرات مند، بااعتماد، مشکلات میں راہنمائی کرنے والا اور مفید مشوروں سے نوازنے والا یہ وجود ہر گام اس تعمیر میں آگے ہی آگے رہا۔ رتجگے بھی منائے اور راتوں کو خدا کے حضور گریہ وزاری بھی کی۔ فنڈ کے حصول کے لئے رات رات بھر لوگوں کے گھروں کے چکر لگاتے رہے۔ حوصلہ نہ ہارنے والا بلکہ حوصلہ دینے والا وجود، ہمت اور توانائی بڑھانے والی شخصیت، تمام کاموں کو خدا کی مدد اور فضل کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچانے والا یہ مرد کہیں کسی تبلیغی پروگرام میں شرکت کر رہا ہے، کہیں تربیت کے پروگرام میں حصہ لے رہا ہے، کہیں سمپوزیم کے لئے جا رہا ہے، کہیں کوئی تقریر کر رہا ہے، علمی اور تحقیقی کام بھی نہیں رک رہے لیکن پھر بھی درد دل کے ساتھ اس تعمیر کے لئے کوششیں اور دعائیں جاری ہیں۔ توکل علی اللہ کی اعلیٰ مثالیں دیکھنے کو ملتی رہیں۔ رات کو دعائیں کرتے تو خدا تعالیٰ مشکلات حل کر دیتا۔

اس کے علاوہ مکرم خالد چیمہ صاحب، سعید احمد قمر صاحب، ملک خالق اللہ داد صاحب، نصیر احمد صاحب، امتیاز احمد صاحب، اعجاز احمد صاحب، سید مبارک احمد صاحب، طاہر احمد صاحب، داؤد احمد صوبی صاحب، عمران خان صاحب، ناصر احمد صوفی صاحب، حسین علی صاحب اور وہ بیسیوں انصار، خدام اور لجنات اور اطفال بھی ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں جنہوں نے وقار عمل اور دوسرے کاموں میں اس تعمیر میں حصہ لیا۔ ان سب کے نام لکھنے کے لئے ایک طویل فہرست بن جائے گی۔ ہمارا فرض ہے کہ ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اس تعمیر میں حصہ لینے والے تمام افراد کو اپنے اپنے دائرہ کار میں نظام جماعت کے قابل مطیع بنائے اور فرمانبردار بنائے اور پیارے امام اور خلیفہ وقت کی سچی اور کامل اطاعت و محبت میں سرشار رکھے اور خلافت سے وابستہ بھی رکھے اور جملہ برکات خلافت سے مالامال فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود... نے فرمایا کہ:-

"کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے واسطے خاص قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو"۔

(الحکم 2 جولائی 1907ء)

ٹائٹل پیج پر چھپنے والے کینیڈا کے گورنر جنرل اور وزیراعظم کے خطوط کا ترجمہ

نوٹ: کینیڈا کے عزت ماب گورنر جنرل اور وزیراعظم کے پیغامات میں بار بار "مسجد" اور "احمدی مسلمان" کے الفاظ آتے ہیں لیکن ہمیں افسوس ہے کہ ہم ان خطوط میں سے وہ الفاظ قلمزد کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق ہم نہ تو اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے آپ کو اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے مسلمان کہہ سکتے ہیں

بہر حال ہم ان دونوں خطوط میں ان الفاظ کو حذف کرتے ہوئے قارئین سے معذرت خواہ ہیں

گورنر جنرل کے خط کا ترجمہ

کینیڈا کے گورنر جنرل کی حیثیت سے مجھے اپنی بہترین خواہشات کا پیغام ان تمام افراد کو دیتے ہوئے از حد خوشی محسوس ہو رہی جو اس بیت الذکر کی افتتاحی تقریب کے لئے جمع ہوئے ہیں جسکی تعمیر کینیڈا کی جماعت کے لئے کی گئی ہے اور تقدس ماب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی خدمت میں اپنے دلی مبارک باد کے اظہار کا موقع بھی پا رہا ہوں۔ جوں جوں ہم اکیسویں صدی میں میں داخل ہونے کے قریب ہو رہے ہیں ہم اپنے آپکو ایک ایسے ماحول میں پا رہے ہیں جو رفتہ رفتہ تیز رو اور فعال زندگی کا خوگر ہو رہا ہے ایک ایسے دور میں جو ہم سے ہمارے اکثر وقت اور طاقت کا تقاضا کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ بیت الذکر احمدیہ جماعت کے افراد کے لئے ایک آشتی کا نخلستان مہیا کرے گی جہاں وہ اپنی زندگیوں کی مسرتیں منعکس کریں گے۔ جہاں وہ اپنی روحانی تسکین کا سامان کر سکیں گے۔ عرصے سے بہت سے لوگوں نے آپکی تعلیمات کے ذریعہ راہنمائی پائی ہوگی اور میں اس یقین پر قائم ہوں کہ یہ بیت الذکر ان لوگوں کی زندگیوں کو ثمر بار کردے گی جو ان تقریبات میں حصہ لیں گے جو اس بیت الذکر میں منعقد ہوگی۔ یہ تقریب افتتاح اپنے شرکاء کیلئے نہ صرف اس بات کا موقع فراہم کرتی ہے کہ قوم کیلئے خدمت کی اس طویل جدوجہد کو جو جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے اپنی زندگیوں میں منعکس کریں بلکہ ان اخلاقی اور معاشرتی قدروں سے پیوند کریں جنھوں نے اس خوبصورت بیت الذکر کی تعمیر کا جذبہ پیدا کیا۔ آنے والے سالوں کے دوران بہت سے ایسے مسائل پیدا ہونگے جن پر جماعت احمدیہ کو بحث و تمحیص کرنا ہوگی اور ان تک پہنچنا ہوگا تا وہ بدلتے وقتوں کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں اور اپنے اراکین کی ضروریات کو پورا کرنے کی جدوجہد کرنا ہوگی۔ اس حال میں جب کہ یہ کوئی آسان کام نہیں تاہم میں امید رکھتا ہوں کہ مذہبی قیادت اور عوام اپنی قوت ارادی اور جذبہ ایمانی کو اسلام کی جاری و ساری تعلیمات سے مضبوط کریں گے۔ جب آپ کل کے آنے والے چلینجوں کا مقابلہ کریں گے۔ خدا کرے یہ بیت الذکر آپکی زندگیوں میں ایک عظیم الشان کردار ادا کرے اور جماعت احمدیہ کے افراد کیلئے یہ ایک روحانی جنت کا سماں پیش کرے۔ میں آپ میں سے ہر ایک کیلئے نیک تمنائیں پیش کرتا ہوں۔ (RAMON JHON)

کینیڈا کے وزیراعظم کے خط کا ترجمہ

تقدس ماب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب اور ان تمام افراد کو جو آج بیت الذکر کے باقاعدہ افتتاح کی تقریب میں شامل ہیں جس کی میزبانی کا شرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے مبارک باد کا پیغام دیتے ہوئے مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے۔ یہ تقریب عالمگیر جماعت احمدیہ اور تمام مذہبی تنظیموں کے نمائندوں کے لئے موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ خدائے واحد کی عبادت کے لئے مختص کی گئی عبادت گاہ میں حصہ لیں۔ بیت الذکر اپنی روحانی اور معاشرتی مرکز ہونیکی بناء پر بے شمار افراد کی زندگیوں میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے اور ان ثقافتی اقدار کو فروغ دیتی ہے جو اجتماعی طور پر کینیڈا کو ترقی دیتے ہیں۔ ازراہ کرم کامیاب افتتاح کی تقریب میں میرے دلی جذبات قبول فرمائیں۔

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

قدیمی انتہائی مخلص اور فدائی خادم سلسلہ جید عالم دین اور بزرگ

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر انتقال فرما گئے

احباب جماعت کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے انتہائی مخلص اور فدائی خادم لسانیات کے عالمی ماہر قانون کے میدان میں طویل عرصہ جماعتی خدمات انجام دینے والے نہایت بزرگ اور خدا رسیدہ وجود امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر 28 مئی بروز جمعہ رات پونے گیارہ بجے فیصل آباد میں اپنی رہائش گاہ واقع چنیوٹ بازار میں انتقال کر گئے۔ حضرت شیخ صاحب کی عمر 97 برس تھی۔

حضرت شیخ صاحب شدید کمزوری اور دیگر عوارض سے کئی ماہ سے بیمار تھے۔ وفات سے چند روز قبل بخار ہوا سینے میں زیادہ بلغم جمع ہو گیا تھا کمزوری اتنی تھی کہ کھانس کر بلغم خارج نہ ہو سکتی تھی۔ ڈاکٹروں نے کوشش کر کے سینہ سے بلغم نکالی لیکن ڈاکٹروں کی کوششوں کے باوجود جاں بر نہ ہو سکے۔

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر علم لسانیات (فلالوجی) کے عالمی سطح کے ماہر تھے۔ آپ کی لگ بھگ ایک درجن کتب اس بارے میں شائع ہو چکی ہیں آپ نے عربی زبان کو تمام زبانوں کی ماں (ام الالسنہ) ثابت کیا ہے اس ضمن میں آپ نے عربی کو جن زبانوں کی ماں ثابت کیا ہے ان میں نمایاں اور قابل ذکر انگریزی اور سنسکرت وغیرہ زبانیں ہیں اس کے علاوہ 30۔35 زبانوں کے بارے میں آپ اپنا تحقیقی کام مکمل کر چکے تھے۔

حضرت شیخ صاحب 1949 سے تاحال یعنی عرصہ 44 سال سے ضلع لائل پور (اور پھر فیصل آباد) کے امیر چلے آرہے تھے 1974 میں قومی اسمبلی میں جماعت احمدیہ کا جو وفد پیش ہوا اس میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے علاوہ جو چار بزرگان احمدیت پیش ہوئے ان میں ایک آپ بھی تھے۔

حضرت شیخ صاحب پیشے کے لحاظ سے وکیل تھے قیام پاکستان سے پہلے کپور تھلہ میں اور اس کے بعد فیصل آباد میں وکالت کی۔ ہمیشہ چوٹی کے وکلاء میں شمار ہوتا تھا احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت قانون دان طبقہ آپ کا بے حد احترام کرتا تھا حضرت شیخ صاحب کی قانونی خدمات میں نمایاں تاریخی اور قابل تعریف دور وہ تھا جب آپ نے کشمیر کمیٹی کے زیر اہتمام حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی رہنمائی میں اہل کشمیر کی قانونی خدمات سرانجام دیں اور ایک اندازے کے مطابق آپ نے اپنی قانونی جنگ سے 200 کے قریب کشمیریوں کو جیلوں سے رہا کروایا۔

حضرت شیخ صاحب نے شدھی کے محاظ پر بھی اہم خدمات انجام دیں۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے جماعتی سطح پر نہایت اہم اور تاریخی خدمات انجام دیں۔ آپ نہایت اہم جماعتی ادارے وقف جدید کے سالہا سال سے صدر چلے آرہے تھے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی زندگی میں دو سال آپ نے جماعتی مجلس مشاورت کی بھی صدارت کی۔

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص اور فدائی رفیق حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کے صاحبزادے تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کئی بار حضرت شیخ صاحب کے بلند مقام کا ذکر فرماتے رہے۔ چنانچہ جلسہ سالانہ 1982 کے خطاب کے موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ صاحب کی علم لسانیات میں غیر معمولی مہارت اور عربی زبان کی تاریخی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش فرمایا اور آپ کی علم لسانیات کی مہارت کو اس علم کے عالمی ماہرین کے ہم پلہ بلکہ ان سے برتر قرار دیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دور امامت سے چند سال قبل الفضل میں ایک مضمون تحریر فرمایا تھا جس میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب کی خدمات اور مقام و مرتبہ کا تعارف کروایا اور نہایت شاندار الفاظ آپ کی تعریف کے لئے استعمال کئے۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب اپنے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے رفقائے حضرت بانئ سلسلہ کا مرتبہ رکھتے تھے۔ چنانچہ چند ماہ قبل حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ میں حضرت شیخ صاحب کا ذکر کرتے ہوئے انہیں رفیق حضرت بانئ سلسلہ قرار دیا۔ اس سے اگلے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 1993 میں حضور ایدہ اللہ نے اس غلطی کی تصحیح فرماتے ہوئے حضرت شیخ صاحب کے بلند مرتبہ کا نہایت اعلیٰ رنگ میں ذکر فرمایا اور فرمایا کہ گویا وہ رفیق ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا

"مگر میں نے جو...... (رفیق) کہا ہے صرف عمر کی وجہ سے نہیں انکی ادائیں بھی .... (رفقاء) والی ہیں پس میری غلطی تو اپنی جگہ لیکن ان سے بھی تو پوچھیئے وہ اتنے کیوں پیارے ہوئے! جنہوں نے اپنی ساری زندگی .... (رفقاء) کیطرح صرف کی ہو انکو اگر غلطی سے ... (رفقاء) کا میں شمار کر لیا جائے تو انسانی نکتہ نگاہ سے تو غلطی ہے مگر خدا تعالیٰ بغیر غلطی سے شامل کر سکتا ہے پس آخری دعا جو میں کرتا ہوں اور آپ سے بھی گذارش کرتا ہوں یہ ہے کہ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کیلئے یہ دعا کریں کہ میرے منہ سے جو غلطی سے نکلا تھا خدا کی تقدیر میں واقعہ لکھا جائے اور انکا شمار اللہ کے رجسٹر میں.... (رفقاء) میں ہو۔" (بحوالہ الفضل 4 جنوری 1993ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت شیخ صاحب جیسے قیمتی نافع الناس وجود کی رحلت پر ہم سب کو صبر جمیل عطا کرے اور آپ کے درجات کو اپنی جناب میں بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔

سائنس اور جہانِ نو

نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

(تعارف: مکرم مظفر احمد چوہدری صاحب)

زیر نظر کتاب فرنٹیئر پوسٹ پبلی کیشنز (10 شاہراہ فاطمہ جناح روڈ) نے لاہور سے شائع کی ہے۔ 312 صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت 180 روپے ہے۔ جاذب نظر سرورق پر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی تصویر ہے اور اندرونی جانب پروفیسر ایوان روسو کا ڈاکٹر صاحب موصوف کے بارے میں ایک اقتباس اور عمر ضیاء کی ایک رباعی درج ہے۔ مضامین اور خطبات کو ترتیب دی ہے انیس عالم صاحب نے۔ کتاب میں کل 28 مضامین و خطبات ہیں۔ بیشتر مواد ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے منتخب مضامین کی کتاب

IDEALS AND REALITIES سے حاصل کیا گیا ہے۔ جس کا ترجمہ پروفیسر زاہد حسین زیدی، صدر شعبہ طبیعات جامعہ صیفیہ اسلامیہ نئی دہلی اور ڈاکٹر اقبال احمد خان، شعبہ طبیعات حیفیہ کالج بھوپال نے کیا ہے۔ 4 مضامین ان کے علاوہ ہیں جن میں سے تین "ماہنامہ پیامی" سے لئے گئے ہیں اور ایک ڈاکٹر انیس عالم نے ترجمہ کیا ہے۔ ابتدائیہ بھی ڈاکٹر انیس عالم صاحب نے تحریر کیا ہے۔

اکثر مضامین و خطبات تیسری دنیا اور عالم اسلام کی سائنسی پسماندگی اور اسے دور کرنے کی تجاویز پر مشتمل ہیں۔ گاہے گاہے ڈاکٹر سلام صاحب کی انفرادی اور اہم شخصیات کے ساتھ نیز اہم مواقع پر لی گئی تصاویر شامل کی گئی ہیں۔ ترجمہ قدرے غیر مانوس ہے۔ کتاب کمپیوٹر پر کمپوز کی گئی ہے۔

کتاب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں 5 مضامین ہیں اور اسے "خواب اور حقیقت" کا نام دیا گیا ہے اور اس میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی اور غربت وغیرہ مسائل پر بصیرت افروز روشنی ڈالی گئی ہے۔

دوسرا حصہ سائنسی تعلیم کی ضرورت و اہمیت پر ہے۔ تیسرے حصے میں تیسری دنیا کو درپیش سائنسی مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ چوتھے حصے میں پاکستان اور عالم اسلام کو سائنس کی ترقی کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور انہیں ان کا تابناک ماضی یاد دلایا گیا ہے۔

پانچواں حصہ متفرق موضوعات پر مشتمل ہے جن میں سے بعض عمومی نوعیت کے ہیں۔ اس حصے کو "نوبل انعام۔ کچھ یادیں" کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب کی نوبل انعام کی تقریب میں کی گئی بنیادی

قوتوں کے بارے میں تقریر بھی شامل کی گئی ہے۔ نیز ایک پنجابی لیکچر بھی شامل ہے جو انہوں نے "گرونانک دیو یونیورسٹی" امرتسر کے دسویں سالانہ جلسے پر ارشاد فرمایا تھا۔

کتاب کے تیسرے حصے "تیسری دنیا اور سائنس" میں شامل مضامین میں نہایت تفصیل کے ساتھ تیسری دنیا کو درپیش سائنسی پسماندگی اس کے اسباب اور اسے دور کرنے کے بارے میں ٹھوس تجاویز جیسے امور کو بیان کیا گیا ہے۔

آپ نے قدیم مسلمان سائنسدانوں کے عظیم الشان کارنامے یاد دلا کر امت مسلمہ سے ان کی موجود حالتِ زار پر گلہ کیا ہے۔ ترقی یافتہ اقوام کو تیسری دنیا کی اس سائنسی پسماندگی اور جہالت کو دور کرنے کے لئے ابھارا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بڑے زور آور دلائل کے ساتھ تیسری دنیا پر اس امر کو واضح کیا ہے کہ آج ان کی بقاء کا انحصار صرف اور صرف سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی پر ہے۔

آپ کے نزدیک دوسرے شعبوں کی طرح سائنس بھی غریب اور امیر کے درمیان منقسم ہے۔ امیر ممالک جن کی آمدنی 5 ٹریلین ڈالر ہے۔ ان میں سے 100 بلین ڈالر وہ سائنس کی ترقی اور ترقیاتی امور پر خرچ کرتے ہیں جبکہ غریب ممالک جن کی کل آمدنی 1 ٹریلین ڈالر ہے سائنس پر صرف 2 بلین ڈالر خرچ کرتے ہیں۔

آپ کی ایک تجویز یہ بھی ہے کہ اقوام متحدہ کے اداروں کے زیر انتظام ایسے سائنسی مراکز قائم کئے جائیں جہاں تیسری دنیا کے سائنسدانوں کو تربیت دی جائے۔

اس ضمن میں آپ نے اٹلی کے شہر ٹریسٹ میں اپنی کاوشوں سے قائم شدہ نظریاتی طبیعات کے بین الاقوامی مرکز کی خدمات کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ 1987ء تک اس مرکز کے تحت ہزاروں سائنسدانوں کو تربیت دی جاچکی ہے اور تیسری دنیا کے ممالک کو لاکھوں ڈالر کی سائنسی امداد بھی دی گئی ہے۔

"کچھ یادیں کچھ باتیں" یہ ہے آخری حصے کے پہلے مضمون کا عنوان اور یہی عنوان اس حصے کا بھی ہے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر صاحب نے مختصراً اپنے تعلیمی کیریئر کا تذکرہ فرمانے کے ساتھ ساتھ علم دوست اقوام کی حصول علم میں حیرت انگیز سنجیدگی کے واقعات بیان کئے ہیں۔ بطور خاص آپ نے جاپانی، چینی، انگریز اور امریکن طالب علموں کے اعلیٰ معیار تعلیم کا ذکر فرمایا ہے۔

اس سے اگلے مضمون "بنیادی قوتوں کی گیج وحدانیت" میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے بنیادی قوتوں کی وحدانیت کے اپنے نظریے پر جامع انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

اس حصے میں نوبل انعام کی عظیم الشان ضیافت کے موقع پر کی گئی آپ کی مختصر تقریر بھی شامل ہے جس میں آپ نے قرآن کریم کی ایک آیت بھی تلاوت کی۔ یہ تقریر اردو میں ہے۔

زندگی میں طبیعات کی لائی فضیلت کے موضوع پر دیئے گئے آپ کے لیکچر میں 51-1950ء کے معیاری ماڈل یعنی کم حیات پایون۔ نیوکلون نظریے کے بارے میں اپنی اور دیگر طبیعات دانوں کی مساعی پر روشنی ڈالی

بقیہ ص 22 پر

تم کو بلا رہا ہے۔ خدام احمدیت!!

کیا آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے......

- دعوت الی اللہ کے کام میں حصہ لیا ہے؟
- حضور کی خدمت میں دعائیہ خط تحریر کیا؟
- بوسنیا کے مظلوم بھائیوں کے لئے فنڈ میں چندہ ادا کیا؟
- صومالیہ کے غریب بھائیوں کے لئے کچھ رقم ادا کی؟
- سیٹلائٹ کے ذریعہ جو خطبات براہ راست نشر ہو رہے ہیں اس کے لئے مالی تعاون کیا؟

اگر نہیں تو آج ہی ان نیک کاموں میں حصہ لیں اور اس سعادت اور برکت سے محروم نہ ہوں۔

(مدیر خالد)

واقفین نو کو تقویٰ کے زیور سے سجائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں، وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں"۔.........

قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے، آپ نے دیکھا ہو گا بعض لوگ تو مینڈھوں اور بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں اور بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں، پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں، انسانی قربانی کی سجاوٹیں اور طرح کی ہوتی ہیں، انسانی زندگی کی سجاوٹ تقویٰ سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کے نتیجہ میں انسانی روح بن ٹھن کر تیار ہوا کرتی ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں، جس شان سے کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989ء)

رپورٹ

تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

(مرتبہ راجہ منیر احمد خان صاحب)

مجلس خدام الاحمدیہ کی 37ویں سالانہ تربیتی کلاس مورخہ 23 اپریل تا 7 مئی کامیابی سے منعقد ہوئی۔ اس دفعہ اس تربیتی کلاس میں پاکستان بھر کے 39 اضلاع کی 159 مجالس سے 487 طلباء نے شمولیت کی توفیق پائی۔ وہ یہاں سے برکتیں اور علم کا نور لے کر اپنے گھروں کو لوٹے۔ یہ ایام جہاں کلاس میں شامل طلباء کے ازدیاد ایمان، علم دین اور معلومات عامہ میں اضافہ کا موجب بنے وہاں نظم و ضبط، پابندی اوقات، نمازوں کی پابندی یہاں تک کہ نماز تہجد جیسے امور کے لئے ایک ریفریشر کورس ثابت ہوئے۔

اس بابرکت تربیتی کلاس کا رسمی آغاز مورخہ 23 اپریل بروز جمعہ المبارک کو سہ پہر ساڑھے چار بجے مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کے خطاب سے ہوا۔ تاہم اس کلاس کو یہ تاریخی امتیاز بھی حاصل ہوا ہے کہ مورخہ 23 اپریل کو سیٹلائیٹ کے ذریعے نشر ہونے والے خطبہ کے آغاز میں حضور نے اس کلاس کا دعائیہ کلمات اور قیمتی نصائح سے افتتاح فرمایا۔

محترم مولانا موصوف نے تاریخ احمدیت کی اس یاد کو طلباء کے سامنے رکھا کہ 1945ء میں قادیان میں ہونے والی پہلی تربیتی کلاس میں صرف 25 خدام شامل ہوئے تھے مگر اب خدا کے فضل سے یہ سلسلہ ملک ملک میں پھیل چکا ہے۔

سندھ اور دوسرے علاقوں میں میٹرک کے امتحانات ختم نہ ہونے کے باعث گزشتہ سال کی نسبت امسال کچھ کم طلباء شریک ہوئے۔

انتظامیہ کی یہ بھرپور کوشش تھی کہ کلاس میں ہر پہلو سے نظم و ضبط برقرار رکھا جائے اور جملہ پروگراموں کی پابندی کا پورا اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ سے تین مربیان سلسلہ کی خدمات مستعار لی گئیں۔

طلباء کی روزانہ کی مصروفیات کا ایک مختصر خاکہ یوں تھا۔ صبح 3.15 بجے منتظمین طلباء کو جگاتے اور نماز تہجد ادا ہوتی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد علماء سلسلہ درس القرآن دیتے رہے اور اس کے بعد آدھ گھنٹہ اجتماعی ورزش ہوتی۔

صبح تدریس کا باقاعدہ آغاز 7.30 بجے ہوتا جو بیس منٹ کے وقفے کے سوا مسلسل 12.30 تک چلتا رہتا۔ دوران تدریس اساتذہ کرام ترجمہ قرآن، حدیث، فقہ، کلام

اور عام عربی بول چال کے اسباق کے ذریعے انہیں دینی علوم سے بہرہ ور کرتے۔ روزانہ آدھ گھنٹے کا ایک پیریڈ تقاریر کی مشق کے لئے مختص تھا نیز روزانہ خدام الاحمدیہ کے ایک مہتمم صاحب آکر اپنے شعبہ سے متعلق تعارف اور ہدایات خدام تک پہنچاتے رہے۔

نماز عصر کے بعد روزانہ ایک عالم سلسلہ سے تعلیمی و تربیتی موضوعات پر خطاب کروائے جاتے رہے نیز طلباء کو ان کی آئندہ تعلیم کے حوالے سے مفید مشورے بھی دیئے جاتے رہے۔ اس تقریر کے بعد خدام کو سوئمنگ پول یا کھیلوں میں جانے کی اجازت ہوتی تھی۔

نماز عشاء کے بعد عام طور پر جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور بعض طلباء سوالوں کے جواب دیتے۔ اسی وقت میں دو مرتبہ طلباء کو دعوت الی اللہ اور ہائیکنگ کے متعلق سلائیڈز دکھائی گئیں نیز ایک خصوصی لیکچر ممتاز ماہر فلکیات اور خادم دین مکرم و محترم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب کا ہوا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ایک رفیق حضرت میاں جان محمد صاحب سے بھی طلباء کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور اس ملاقات کے دوران حضرت میاں جان محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود.... سے متعلق ایمان افروز واقعات طلباء کو سنائے۔

28 اپریل کو تمام طلباء کی پکنک "یکو والا" بنگلہ پر ہوئی۔ 30 اپریل کو جمعہ کی رخصت اور تدریس نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کو گروپ وائز ربوہ کے مضافات خاص طور پر "بیوت الحمد کالونی" سے متعارف کرانے کا اہتمام کیا گیا۔ ہر گروپ کی راہنمائی کے لئے جامعہ احمدیہ کا کوئی نہ کوئی طالب علم موجود تھا۔ اس کے بعد اس سیر کے حوالے سے مضمون نویسی کا مقابلہ ہوا جس میں 45 طلباء نے شرکت کی۔ خدا کے فضل سے ان نئے لکھاریوں کی تحریرات کو بہت پسند کیا گیا۔

اس تربیتی کلاس کے فیض کا سب سے اہم ثمر یہ ہے کہ تقریباً 10 طلباء نے زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ نیک نوجوان اپنے ارادوں میں کامیاب رہیں۔ آمین

ایام تدریس کے اختتام پر کل طلباء کا تحریری امتحان لیا گیا جس میں 321 طلباء شامل ہوئے اور ان میں سے 264 طلباء کامیاب قرار دیئے گئے۔

15 دن روح پرور ماحول میں جاری رہنے کے بعد یہ کلاس مورخہ 7 مئی کو اختتام پذیر ہوئی اور مکرم و محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے طلباء میں انعامات تقسیم کئے اور اختتامی خطاب فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:-

''بنی نوع انسان کا خادم بننا اور بنی نوع انسان کا ہمدرد و غم خوار بننا ہر ایک احمدی کا فرض ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ الفضل ۱۱ جولائی ۱۹۷۱ء)

مظفر منصور

○

پھر کوئی خواب لئے شوخی تعبیر آیا
دل میں پھر خوف پے حسرت تعمیر آیا

حیرت آئینہ حسرت زدہ زنگارفسوں
کوئی سیماب صفت صورت تصویر آیا

اک عجب دائرے اندر ہے مسافت کوئی
مجھ سے بچھڑا ہوا پھر مجھ میں ہی زنجیر آیا

ناوک انداز وہی دست حنائی ہو گا
ہائے بے تابی دل جیسے کوئی تیر آیا

ہیں وہی اہل جنوں، اور وہی سامان جنوں
حسن پھر کوچہ عشاق سے شمشیر آیا

اس کی خاموش نگاہوں میں اشارے تھے عجب
کب زبوں حالی دل اس طرح تحریر آیا

مجھ سے پہلے بھی میرے بعد بھی لکھنے والو
مجھ میں اک حرف دعا، لہجہ و تاثیر آیا

○

خواب وصل یار ہی تو دل کشائے زخم ہے
وہ مسیحا ہو گیا جو آشنائے زخم ہے

ہو سکے گا کیا مداوائے غم آزردگی
آنسو آنسو، قطرہ قطرہ، خوں بہائے زخم ہے

اب کے اپنا لی ہے غیروں نے عجب طرز ستم
لب پہ اب اہل ہوس کے بھی صدائے زخم ہے

تم نے جانا عشق کو کچھ اور میں نے اور کچھ
میرے سینے میں تو اب دل کی بجائے زخم ہے

حال اس کا بھی ہمارا سا نہ ہو جائے کہیں
وہ ستم گر جو ابھی ناآشنائے زخم ہے

چارہ گر خوش ہیں کہ اب کوئی نشان باقی نہیں
مندمل ہو جانا بھی تو انتہائے زخم ہے

جانتے یزداں کے در پہ بھی کوئی مقتل نہ ہو
آسماں کی یہ شفق بھی تو ردائے زخم ہے

درخواست دعا

خاکسار نے آغا خان میڈیکل کالج میں داخلہ کیلئے ٹیسٹ دیا ہے اسطرح روس میں بھی داخلہ کیلئے درخواست دی ہے۔ نمایاں کامیابی اور خدمت دین کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

اظہر اقبال ابن ڈاکٹر محمد اقبال صاحب
اقبال میڈیکل سنٹر دیپالپور چوک اوکاڑہ

ادارہ "خالد" ربوہ سے خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

مینجر ماہنامہ خالد ربوہ

اعلانِ ولادت

مکرم گلزار احمد صاحب شاہد قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع خانیوال کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۳۱۔ مارچ ۹۳ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام عثمان احمد تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب امرتسری کا پوتا اور مکرم مشتاق احمد صاحب مرحوم جالندھری کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

درخواست دعا

مکرم محترم محمود احمد صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان جو آجکل بطور مربی آسٹریلیا میں خدمت سلسلہ بجا لا رہے ہیں۔ گھٹنے کی ہڈی بڑھ جانے کی وجہ سے بیمار ہیں۔ اور چلنے پھرنے کی تکلیف ہے۔

احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مہتمم اشاعت
مجلس خدام الاحمدیہ۔ پاکستان

PRIME MINISTER · PREMIER MINISTRE

I am pleased to convey my warmest greetings to His Holiness Hazrat Mirẓa Tahir Ahmad and all those attending today's official mosque opening hosted by the Ahmadiyya Movement in

This event provides an opportunity for the world-wide Ahmadiyya Movement and representatives of other ethnic communities to share in the dedication of this place of worship. The mos plays an important role by serving as a spiritual and social focal point for countless individuals, and contributes to the cultural diversity that enriches Canada as a whole.

Please accept my best wishes for a successful opening ceremony

Brian Mulroney

OTTAWA
1992

Monthly **KHALID** Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

REGD. NO. L. 5830 *Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ* JUNE 1993